رجسٹرڈ ایل ۷

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بجا در قادیاں بینی — دو بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کا اعلان

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے [illegible]
خواص و معاونین سے [illegible]
ہندوستان سے باہر [illegible]
غیر مذاہب والوں سے [illegible]
اپنی جماعت کے غریب طلبا [illegible]
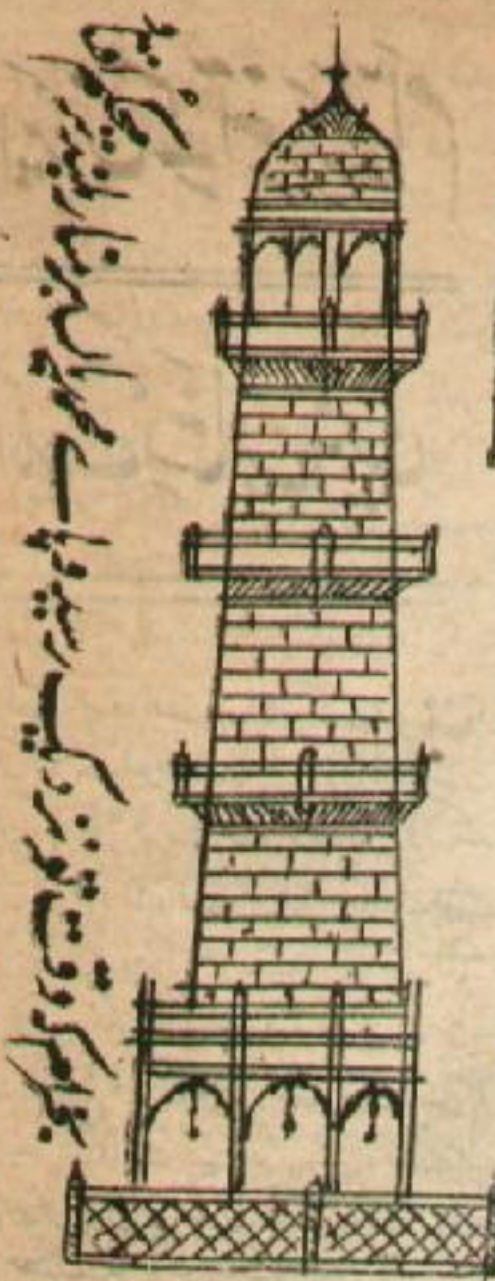
نمبر ۱۶ — دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ - مئی سنہ ۱۹۰۴ء — جلد

کلماتِ طیباتِ احمدیہ

علیہ السلام والتحیۃ

گذشتہ اشاعت سے آگے

مومن کو اعتقاد صحیح رکھنا اور اعمال صالحہ کرنے چاہییں اور اس کی محبت اور یہی اللہ تعالیٰ کی رضا اور وفاداری میں صرف ہونی چاہیے

مومن کی صحیح رویا کی تعبیر یہی ہے کہ **خدا تعالیٰ کیساتھ سچا تعلق ہو** اس کے اوامر و نواہی اور رضا میں پورا اترے اور مصیبت و ابتلا میں صادق مخلص ثابت ہو۔ اور دیکھو ابتلا بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ابتلا شریعت کے اوامر و نواہی کا ہوتا ہے دوسرا ابتلا قضا و قدر کا ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف الآیۃ

پس اصل مرد میدان اور کامل وہ ہوتا ہے جو ان دو قسم کے ابتلاؤں میں پورا اترے۔ بعض ایک قسم کے ہوتے ہیں کہ اوامر و نواہی کی رعایت کرتے ہیں لیکن جب کوئی ابتلا مصیبت و قضا و قدر کا پیش آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی بعض فقیر دیکھے گئے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں نفس کشی کی ایسی مشق ہے کہ سارے دن میں صرف ایک مرتبہ سانس لیتے ہیں لیکن وہ ابتلا کے وقت بہت ہی بودے اور کمزور ثابت ہوتے ہیں۔

قوی وہی ہے جو اعتقاد صحیح رکھتا ہو۔ اعمال صالح کرنے والا ہو اور مصائب و شدائد میں پورا اترنے والا ہو۔ اور یہی جو امتحان کا ہے۔ جب تک عبودیت میں پورا اور کامل نہیں ہوتا ایمان اپنا پرکھ کا فخر محض بیجا ہے کیونکہ انہیں انکی اپنی کوئی خوبی نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس امر میں کامیابی کے لیے ایک زمانہ دراز چاہیے جلدی کبھی نہیں کرنی چاہیے جیسے کوئی شخص درخت لگاتا ہے تو پہلے اسکی یہ حالت ہوتی ہے کہ ایک بکری بھی منہ مار کر اسے کھا سکتی ہے پھر اگر وہ اس سے بچے تو مختلف قسم کی آندھیاں اس پر چلتی ہیں اور اسکو اکھاڑنے کی کوشش کرتی ہیں لیکن اگر وہ ان میں بھی بچ رہے تو پھر کہیں جا کر اسے پھول لگتے ہیں اور پھر وہ پھول بھی جھڑ کر گرتے ہیں اور کچھ بچتے ہیں آخر اس کا پھل لگتا ہے اور اسپر بھی بہت سی آفتیں آتی ہیں کچھ یونہی گر جاتے ہیں اور کچھ آندھیوں سے تباہ ہوتے ہیں کچھ جانور کھا جاتے ہیں آخر تھوڑے سے ہوتے ہیں جو پکتے ہیں اور کھانے کے کام آتے ہیں۔

اسی طرح پر انسانی درخت کا حال ہے جیسے پھل کھانے کیلیے بھی بہت سی صعوبتیں اور مشکلات میں ثابت قدم رہنا ضروری ہے۔ **صوفی** بھی اسی لیے کہتے ہیں کہ جبتک موت وارد نہ ہو زندگی حاصل نہیں ہوتی قرآن شریف نے **صحابہ** کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر یعنی بعض صحابہ ایسے ہیں جو اپنی جان دے چکے ہیں اور بعض ابھی منتظر ہیں۔ جب تک اس مقام پر انسان نہ پہونچتا اسرار نہیں ہو سکتا۔

دو قسم کے آدمی دراصل جان سلامت لے جاتے ہیں ایک وہ جو **دین العجائز** رکھتے ہیں یعنی جیسے ایک بڑھیا عورت ایمان لاتی ہے کہ اللہ ایک محمد برحق ہے وہ اسرار شریعت کی تہ تک پہونچنے کی ضرورت نہیں سمجھتی ہے۔ اور ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جو سلوک کی راہ اختیار کرتے ہیں بڑے بڑے خونخوار دشت و بیابان انکی راہ میں آتے ہیں مگر وہ ہزاروں موتیں برداشت کرکے پہونچ جاتا ہے۔ یہ کی جو امر دی اور بہت قابل تعریف ہے لیکن ایک تیسرا گروہ ہوتا ہے جو نہ تو دین العجائز اختیار کرتا ہے اور نہ اس راہ کو اختیار کرکے انجام تک پہونچتا ہے بلکہ اس دشت خونخوار میں پڑ کر راستہ ہی میں ہلاک ہو گیا ایسے لوگ وہی ہوتے ہیں جو محض اللہ کے بھروسے نہیں جاتے ہیں غرض اس راہ کو طے کرنا بہت ہی مشکل ہے اس کے لیے چاہیے کہ **دعا** میں مشغول ہو اور قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھتے رہو کہ آیا ہر ایک حکم پر چلتے ہو یا نہیں جس حکم پر نہیں چلتے اسپر چلنے کے لیے مجاہدہ کرو اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے غرض اعمال صالحہ بڑی چیز ہے قرآن شریف کو دیکھو جہاں ایمان کا ذکر کیا ہے اسکے ساتھ اعمال صالحہ کو وابستہ کیا ہے۔ جب تک متوجہ ہو کر خدا تعالیٰ راضی نہ ہو جاوے جبتک یہ بات نصیب نہیں۔

۲۱ اپریل کی شام

جب دنیا میں فسق و فجور پھیل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے لوگ دور جا پڑتے ہیں اور اس سے لاپروا ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی انکی پروا نہیں کرتا ہے ایسی صورت میں پھر اس قسم کی وبائیں بطور عذاب نازل ہوتی ہیں ان بلاؤں اور وباؤں کے بھیجنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہوتی ہے کہ دنیا پر اس کی توحید و عظمت ظاہر ہو اور فسق و فجور سے لوگ نفرت کرکے نیکی اور راستبازی کیطرف توجہ کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے مامور کیطرف جو اسوقت دنیا میں موجود ہوتا ہے توجہ کریں اس زمانہ میں بھی فسق و فجور کے سیلاب کا بند ٹوٹ گیا ہے راستبازی۔ تقویٰ۔ عفت اور خدا ترسی اور خداشناسی بالکل اٹھ گئی تھی دین کی باتوں پر ہنسی کی جاتی تھی۔ پس خدا نے اپنے وعدہ کے موافق جو اسنے اپنے نبیوں اور رسولوں کی زبان پر کیا تھا مسیح موعود کو اس وقت دنیا میں بھیجا اور اس طاعون کو بھی اصلاح خلق کے لیے مسلط کیا ہے۔ اس طاعون کو برا کہنا بھی گناہ ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا ایک مامور ہے جیسا کہ میں نے اسے رویا میں دیکھا تھا۔

لیکن میں دیکھتا ہوں کہ باوجود اسکے کہ بعض دیہات بالکل برباد ہو گئے ہیں اور ہر جگہ یہ آفت برپا ہے تو بھی ان شوخیوں شرارتوں اور بیباکیوں میں فرق نہیں آیا جو اس سے پہلے تھیں بلکہ [illegible] ریاکاری بدستور پھیلی ہوئی ہے۔

سعدی نے کہا ہے۔ گر [illegible] عقل شود در مقام صبر

مختصر نوٹ اور نکات

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی عقل سے جو لوگ کام نہیں لیتے رفتہ رفتہ ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ ان کی **عقلی** طاقتیں بالکل مردہ ہو جاتی ہیں اور امتیاز کی قوت جاتی رہتی ہے۔

یہ قاعدہ عقل ہی کے متعلق مخصوص نہیں بلکہ جس قوت کو انسان بیکار چھوڑ دے وہ کسی وقت مردہ ہو جاتی ہے۔ قانون قدرت میں اسکی مثالیں ہم پا سکتے ہیں۔ بعض سنیاسی اپنے ہاتھ سکھا لیتے ہیں ان سے کام نہیں لیتے وہ بیکار ہو جاتے ہیں لیکن اگر کسی قوت کو جائز طریق پر کام میں لایا جاوے اور حد اعتدال سے بڑھ کر اس سے کام نہ لیا جاوے تو وہ رفتہ رفتہ بڑھتی ہے

جب یہ مشاہدہ موجود ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرنے پر اس نعمت کے بڑھنے کی حقیقت بالکل صاف ہے اور ایسا ہی اس کی ناقدری پر عذاب شدید کا وعدہ ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کہنے والا جنت میں جاویگا بعض احمقوں نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ صرف کلمہ شریف پڑھ لینا اور دوسرے اعمال صالحہ کی واسطہ نہ رکھنا نجات کیلئے کافی کیونکر ہو سکتا ہے؟ ایسے معترضین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی منشا کے خلاف اعتراض کیا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ سچے دل سے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور پھر بعد اس کے ایسے کام نہیں کرتے جو اس کلمہ کے مخالف ہوں بلکہ توحید کو اپنے دل پر وارد کر کے رسالت محمدیہ کے جھنڈے کے نیچے ایسی **استقامت** سے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کوئی ہولناک آواز بندوق یا توپ کی ان کو اس جگہ سے جنبش نہیں دے سکتی نہ تیز تلواروں کی چمک ان کی آنکھوں کو خیرہ کر سکتی ہے اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہی ہو کر اس جھنڈے سے باہر نہیں آ سکتے بیشک وہ لوگ **حیات جاودانی** پائینگے اور **ابدی زندگی** کے وارث ہونگے۔

ان پر ایک عارضی موت آتی ہے لیکن وہ موت ان پر بطور عذاب نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک **پل** ہوتا ہے۔ جو ایک حبیب کو دوسرے حبیب کے پاس پہونچاتا ہے اور وہ مرنے کے بعد اس لذت اور راحت کے وارث ہوتے ہیں جس کی نظیر اس دنیا میں نہیں ہے۔ پس آپ کے اس ارشاد کا اصلی مفہوم یہی ہے کہ انسان اپنے اندر توحید باریتعالیٰ اور رسالت محمدیہ کی حقیقت کو پیدا کرے۔ نرا **ایمان** جس کے ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں قرآن کریم کی منشا کے خلاف ہے قرآن کریم جہاں **ایمان** کا ذکر کرتا ہے اس کے ساتھ ہی اعمال صالحہ کی قید ضرور لگاتا ہے غور کرو قرآن کریم کی ان مقامات پر۔

مکالمہ الٰہیہ کی حقیقت سے ناواقف اور اس کے فیوض و برکات سے بے بہرہ لوگوں نے جہلا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعوے سے کہ خدا تعالیٰ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے بدظن کرنے کیلئے ایسی لغزش کھائی ہے کہ **الہام الٰہی** کو بھی تحقیر اور توہین کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں بعض تنگ ظرف فقیری کے مدعی تو ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جو کہدیتے ہیں کہ یہ تو کچھ حقیقت نہیں رکھتا الہام تو ہمارے ادنیٰ مریدوں کو بھی ہوا کرتا ہے

ایسی ایسی باتیں کر کے یہ **لوگ حق** اور اس کے فیوض سے بے بہرہ رکھے ہوئے ہیں اور ایک بڑے حصہ کو قبول حق سے روکنے کا باعث ہو رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس سے ہمیں کبھی کسی نے انکار نہیں کیا کہ ان کے مریدوں کو الہام نہ ہوا ہوگا بلکہ ہم تو اس سے بھی بڑھ کر مانتے ہیں کہ بعض اوقات فاسقوں فاجروں اور کافروں سے بھی اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاری ہے کہ وہ کبھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں اور کوئی ٹوٹا پھوٹا فقرہ بطور الہام سن لیتے ہیں۔ لیکن وہ ایسے ناتمام نظاروں سے کسی کمال کے وارث نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ ان پر ایسی حالت کا وارد ہونا تو ان پر اتمام حجت کرتا ہے تو وہ یقین کر لیں کہ یہ قوت تخمی طور پر اللہ تعالیٰ نے ہر ایک میں رکھی ہے اور ہر ایک کے واسطے ترقی کی راہ کھلی ہے۔ پس یہ علامت کمال نہیں بلکہ صحت استعداد کی کسیقدر علامت ہے۔

مکالمہ الٰہیہ کی اصل حقیقت ان لوگوں پر متحقق ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہو کر آتے ہیں یہ نعمت اسی انسان کو ملتی ہے جو **فنا فی النبی** ہو جاتا ہے پھر اس کی اعمال، اخلاق ہو رادسکی سیرت اللہ تعالیٰ کے خوارق اس کے مکالمہ الٰہیہ کے ثبوت کے دلائل بنتے ہیں۔ پس اگر کوئی ایسا مدعی ہو تو چاہیئے کہ ان علامات سے اسے پرکھو جو **حقیقی** مکالمہ الٰہیہ کے قرآن کریم سے ثابت ہوتی ہیں

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب گوردا سپور قادیان کے سفر میں ہم کو رفیق سفر ہونیکا فخر حاصل ہوا۔ ایک موقع پر آپنے فرمایا کہ انسان کی **اخلاقی حالت** کی کامل اصلاح اس کا صبر و برداشت رفق۔ وعفو اور دوسرے اخلاق فاضلہ قابل قدر چیز ہوتی ہے۔ ایک شخص ممکن ہے اتنی نمازیں پڑھے کہ وہ نماز بطور **عادت** کے ہو جاوے لیکن جب وہ اپنے اخلاق فاضلہ کو پالیتا ہے تو یہ **خرق عادت** ہے

پھر ایک موقع پر فرمایا کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ قرآن کریم کا دل میں ادب کس قدر بڑھتا جاتا ہے اور اس کو میں اپنے ایمان کی پرکھ کا ایک معیار سمجھتا ہوں کیونکہ جس قدر اللہ تعالیٰ اسکی صفات پر ایمان بڑھیگا **اسیقدر** قرآن کریم کی عظمت اور اس کا ادب دل پر مستولی ہوگا۔ اور اسکی عظمت اور ادب کا غلبہ گناہوں سے بچانے کا موجب ہوتا ہے۔ اور میں خدا تعالیٰ کے اس فضل کا شکر کرتا ہوں اور اپنے دل پر محسوس کرتا ہوں کہ اس سال جسقدر اس کی **عظمت** اور ادب میرے دل پر غالب ہے گذشتہ ساری زندگی میں نہیں ہوا۔

حقیقت میں یہ بات نہایت ہی لطیف اور قابل غور ہے اگر خدا تعالیٰ پر ہمارا ایمان ہے اور اس کی عظمت و جلال کا ہمارے دل پر خاص اثر ہے تو پھر ممکن نہیں کہ قرآن کریم جو اس کا کلام ہے اس کا ادب پیدا نہ ہو ادب اوس کی عظمت کو پیدا کرتا ہے اور پھر عظمت کی غلبہ سے اسکی خلاف ورزی سے بچنا انسانی فطرت کا ایک تقاضا ہے۔

ایک اور موقع پر قرآن کریم کی عظمت اور اس کی خوبیوں پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو پاکیزگی سے محبت رکھنے والے سمجھتا ہوں جو قرآن کریم سے محبت رکھتے ہیں پس جس قدر کوئی شخص قرآن کریم سے محبت رکھتا ہے اور اس کی تلاوت کرتا ہے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ اسیقدر وہ خدا تعالیٰ کے منہیات سے بچتا ہے اور گندگیوں اور ناپاکیوں سے نفرت کرتا ہے۔

اسی سفر میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایک ایڈیٹر نے عرض کیا کہ آپ کی سچائی پر مجھے اس بات سے کامل یقین ہو گیا کہ ایک رویا کی بنا پر (کہ اس گھر سے ہی ایک مردہ نکلیگا جو مولوی محمد علی صاحب کے گھر میں بچہ پیدا ہو کر بچے کے مرجانے سے پوری ہوئی) اللہ تعالیٰ کے کلام کی عظمت اور جلال کا وہ رعب دل دل پر ہوا اور اس پر ایسا یقین کامل ہوا کہ کئی بکرے ذبح کر ڈالے۔

اگر اپنا یقین اور بصیرت نہ ہوتی بلکہ جو کچھ دعویٰ کرتا ہے اس کے اپنے تراشیدہ ہوتی تو خود عمل کی کیا حاجت تھی اس پر مولانا ممدوح نے فرمایا کہ مولانا مولوی حسن علی صاحب مرحوم کے سامنے میں نے یہی دلیل پیش کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی زبردست دلیل آپ کا عمل ہے۔ اگر آپ **اقیموا الصلوٰۃ** کی وحی کو حق نہ سمجھتے تو یہ کبھی ممکن نہ تھا کہ اسقدر اس پر عمل کرتے کہ پاؤں سوج سوج جاتے۔ ملہم اور مامور کا اپنا عمل خدا کی وحی پر اس کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہوتی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصرانی اور آتش پرست سفیروں کو خود اپنی مسجد میں ٹھہرایا اور اسی جگہ بیٹھ کر آپ ان سے ہر جس کا پاک رکھنا ضروری تھا اور جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے تھی یہ سننے کی بعد ہمارے وہ مسلمان جو باہمی تعصب بڑھانے کو قومی خدمت سمجھے ہوئے ہیں ارشاد فرمائینگے کہ اپنی اس طرز عمل کو وہ اپنے نفسانی جذبات کا نتیجہ جانتے ہیں یا اخلاق نبوت کا نمونہ؟

اگر تمام لوگ حدود اللہ کی رعایت رکھیں آئین ایزدی اور قوانین سرمدی کو نہ توڑیں تو سب کے سب آسودہ اور بہترین حالت میں ہو جائیں۔ یورپین قومیں اعلیٰ سے اعلیٰ حالت میں ہیں اور نہایت آسودہ اور شائستہ وہ جسقدر خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب پر عمل کرتے ہیں اس کا پھل اٹھا رہی ہیں اور دنیا میں ترقی کے درجے پر ہیں اور خدا تعالیٰ کسی کا پھل ضایع نہیں کرتا خواہ کوئی فعلی کتاب پر عمل کرے یا قولی پر۔ ان اللہ **لا یضیع اجر المحسنین**۔

انسان پر جو دنیا میں مصیبتیں واقع ہوتی ہیں عموماً خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب (قوانین قدرت) کی مخالفت کی وجہ سے ہیں اور جو آخرت میں ہونگی اسکی قولی کتاب قرآن شریف کی مخالفت کیوجہ سے ہونگی۔ اگر وہ حدود الٰہی کی مخالفت سے اپنے تئیں بچاوے تو دنیا اور آخرت میں راحت اٹھائیگا۔ پس دنیا میں انسانی تکالیف کا موجب حدود اللہ کا توڑنا ہے۔ خواہ کوئی بچہ توڑے خواہ جوان خواہ بوڑھا۔ خواہ کسی کی والدین یا اور رشتہ دار۔ جسقدر دنیا میں امراض اسقام آلام وغیرہ پھیل رہی ہیں سب قوانین قدرت کی خلاف ورزی کا [illegible] نتیجہ ہیں اور اسی طرح [illegible]

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

نماز جمعہ کی تعطیل

ہمارے ناظرین کو بخوبی علم ہے کہ ہمارے سید و مولا امام حجۃ الاسلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے گورنمنٹ عالیہ کو جمعہ کی تعطیل کے متعلق ایک عرضداشت ارسال کی تہی جسمین پہلی مرتبہ ایک مسلمان مولوی نے روک ڈالدی اور دوسری مرتبہ بعض مسلمان کہلانے والے اخبارات نے اس عرضداشت کی تائید کی بجائے اسے ناممکن ناقابل منظوری وغیرہ الفاظ سے یاد کیا۔ تاہم حضرت حجۃ الاسلام کی سعی ایک حد تک کارگر ثابت ہوئی اور ہمین گورنمنٹ برطانیہ کی عادل و باذل گورنمنٹ سے امید ہے کہ اگر مسلمان متفق اللفظ ہوکر اس کوشش کی تائید کرین تو پورے طور پر کامیاب ہو سکتے ہین۔ فی الحال گورنمنٹ پنجاب کی منظوری سے سررشتہ تعلیم پنجاب نے تمام مدارس پنجاب کو اطلاع دیدی ہے کہ جمعہ کی روز مسلمان مدرسین اور طلباء کو نماز جمعہ کے لیئے آدہ گھنٹہ کی تعطیل ہوا کریگی۔

اگرچہ آدہ گھنٹہ کی تعطیل نماز جمعہ کے لیے کافی نہین اور اگر ہمارے نیک نام اور فراخدل ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم توجہ فرماوین تو یہ امر آسانی سے ان کی سمجھ مین آ سکتا ہے کہ جمعہ کی نماز مین ایک خطبہ اسقدر لمبا پڑہا جاتا ہے جس مین ہی کم از کم آدہ گھنٹہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اسلئے اگر آدہ گھنٹہ کی بجائے دو گھنٹہ کی تعطیل ہوا کرے تو بہت مفید ثابت ہوگی۔ تاہم اس عنایت خسروانہ پر ہم گورنمنٹ پنجاب اور سررشتہ تعلیم کے قابل ڈائرکٹر کے شکرگزار ہین۔ لیکن اتنا عرض کرنا ضروری سمجہتے ہین کہ گورنمنٹ پنجاب اس رعایت سے دوسرے سررشتون کو محروم نہ رکہے بلکہ یہہ عام تعطیل ہونی چاہیئے۔ ہمین امید ہے کہ مسلمان معاصرین اس مذہبی کام مین متفق ہوکر کام کرینگے اور گورنمنٹ عالیہ کو پرزور الفاظ مین توجہ دلائینگے۔

روح القدس کی تاثیر

ست و ہرم نے لکہا ہے کہ ایک جزیرہ پر چند ایک عیسائی دورہ کے لیئے گئے جو کہ روح القدس کو زبردستی ہر ایک کے اندر گہسیڑتے پہرتے ہین وہ ایک جزائر مین تو اون کی دال نہ گلی لیکن جزیرہ بیل این لوگ (خصوصاً عورتین) انسپیرڈ ہوگئین اور جوش مین اگر بہیون اپنے گہربار فروخت کررہے ہین کتہون اور بلیون کی قربانیان کررہے ہین یہان تک کہ ایک بچہ کو بہی قربان کرنے لگے تہے جو بہاگ کر چہپ گیا۔ سچ ہے جہالت کسی خاص ملک یا فرقہ کی میراث نہین ہے۔

مباحثون کیلئے قواعد کی ضرورت

آخرکار آریہ سماج کو بہی اس ضروری امر پر توجہ کرنی ہی پڑی جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے کئی سال گذرے اس ضرورت کو محسوس کرکے ست بچن آریہ دہرم کے ساتہ ایک علیحدہ مضمون مین اس امر پر بحث کی تہی مگر ہندوستان کی مذہبی سوسائیٹیون نے اسپر توجہ نہیں کی لیکن اب جوان مشکلات مین مبتلا ہوئے ہین تو قواعد بنانا چاہتے ہین حقیقت مین اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے جب تک چند ضروری قواعد نہ بن جاوین جنمین فریقین کی مقبولہ کتابون کی فہرست بہی ہو اسوقت تک یہہ طوفان بے تمیزی جو ملک مین پہیلا ہوا ہے رک نہیں سکتا۔

جاپانیون کا مذہب

گو جاپان اور چین کے اندازِ معیشت اور فطرتی اخلاق و عادات۔ زبان وغیرہ بالکل ملتی جلتی ہین۔ لیکن جاپانی چینیون کی طرح ضعیف الاعتقاد نہین اور ایسی باتون چیزون پر جنکو عقل تسلیم نہین کرتی بہت کم ایمان لاتے ہین۔ جاپانیون کا اصلی مذہب سنتو ہے جسکے اس کی معنے طریق الوہیت کے ہین۔ یہ مذہب ان کے یہان قدیم سے رائج ہے وہ لوگ انسانون کے علاوہ حیوانات اور نیز نباتات کو بہی خدا مان لیتے تہے۔ میکاڈو جو موجودہ حکمران کے آبا و اجداد مین کوئی شخص معبود تسلیم کیئے گئے۔ ان کے ہیکل قائم کی گئی اور ان پر قربانیان چڑہائی جاتی ہین۔ وہان کی اکثر قومون نے اپنے اپنے اسلاف کو خدا مان رکہا ہے۔ اور وہ اس کی پرستش کرتے ہین کوئی بستی کوئی محلہ کوئی گہر خالی نہین ہے کہ جس مین کسی بزرگ کی تصویر نہین۔ اور اس پر قربانیان نہ چڑہائی جاتی ہون۔ غرض ابتدا سے جاپانیون کا مذہب آبا پرستی ہے۔ ان سب معبودون مین خاص میکاڈو کے آبا زیادہ طاقتور خدا شمار کیئے جاتے ہین۔ جاپانی لوگ اپنی نسبت یہ خیال کرتے ہین کہ ہم تمام مخلوقات سے اشرف ہین اور سب سے پہلے ہماری پیدائش کی گئی۔ سنہ ۱۶۹۷ء مین ان کے یہان کسی ریفارمر پیدا ہوئے جنہون نے ان کی بت پرستی کی بہت کچہہ اصلاح کی۔ اور بدہ مذہب کو جو دسوین صدی میلادی سے ان کے یہان پہیل رہا تہا بہت کچہہ ترقی دی۔ چونکہ بدہ مذہب زیادہ عقل کے خلاف نہین ہے اسلیئے ان مین اسکا بہت جلد رواج ہوگیا۔ اس کا اصول یہ ہے کہ انسان سرشتی مصیبت زدہ اور بدبخت پیدا کیا گیا ہے۔ ہمیشہ دنیا مین اس کو تکلیف رہتی ہے اور جسقدر اوس کی عقل زیادہ ہوتی ہے اسیقدر حوادثات زمانہ اوس کو اور مصیبت پہونچاتے ہین۔ اور پہر بہی جب وہ غور کرتا ہے تو اپنی حقیقت اس کی سمجہہ مین نہین آ سکتی۔ بدہ مذہب کی بنیاد رنج اور جہالت پر ہے اور اس سے نجات کا وسیلہ یہ ہے کہ مذہبی کتابین پڑہی جائین جس سے انسان کو قوت آبدی حاصل ہو جائے اس قوت سے مقاصد مین کامیاب ہوکر رنج و کلفت سے نجات حاصل ہو جائیگی بودہ نے دنیا کی بے ثباتی کو ایسے مثل اور سخن بانات سے ثابت کیا ہے کہ آج تک کوئی عیسائی اس خوبصورتی سے اسکو نہین بیان کرسکا اسیطرح زہد و تقوے۔ قناعت وغیرہ کو بہی اوس نے نہایت دل نشین انداز سے لکہا ہے وہ تناسخ کا بہی قائل تہا اور اس کی تمام پیرو بہی قائل ہین۔ اس کا یہہ بہی عقیدہ ہے کہ انسان سے اس کے اعمال و افعال کا سوال کیا جاویگا۔ چنانچہ اس کی یہہ ایک خاص وصیت ہے کہ وہ کوئی چیز جو پہاڑون پر یا سمندر کی تہہ مین یا ہوا مین یا زمین مین پہنچتی ہو تمہارے اعمال کے برے نتیجے کو بچا نہین سکتی۔ بدہ کے مذہب مین روح اور جسم مین فرق نہین ہے۔ بلکہ دونون متحد ہین کیونکہ ایک کے تکلیف پہونچنے سے دوسرے کو بہی وہی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ پانچ احکام (کسی جاندار کو نہ مارو۔ چوری نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ جہوٹ نہ بولو۔ مسکرات کا استعمال نہ کرو) ان کے یہان تقوے کی بنیاد ہین وہ کہتے ہین کہ انسان کے اندر ایک قوت بدی کی ہے جو اس کو اعمال بد کیلئے ابہارتی ہے۔ اس کو مارا د شیطان کہتے ہین اور جس قدر برائیان ہوتی ہین اسی کی طرف منسوب کرتے ہین گو بدہ کی مذہبی تعلیم نہایت اعلے درجہ کی ہے لیکن پہر بہی جاپانیون مین ابہی تک بت پرستی پائیجاتی ہے۔ (الہلال)

مصر مین پروٹسٹنٹ فرقہ کے حملے

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ مصر مین بشارۃ الاسلام نام ایک اخبار عیسائیون نے محض اسلام پر طعن و تشنیع کرنے کے لیئے جاری کیا تہا جو آخر جلد بند کر دیا گیا اب اسی گروہ نے ایک نئی تجویز اسلام پر بد زبانیان کرنے کی نکالی ہے یعنے ایک کتاب تنویر الافہام فی مصادر الاسلام شائع کی ہے جس مین لغو اور بیہودہ تاریخی اقوال سے اسلام ایسے مقدس اور روشن دین پر تشنیع کی گئی ہے۔

مصر مین اس کتاب کی بنا پر مسلمانون مین ایک محشر بپا ہے۔ اور اس فتنہ کے بڑہنے کا اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کیا ایسی حالت مین ابہی مسلمان کہتے ہین کہ مسیح موعود کی ضرورت نہین ؟ تعجب !

دنیا مین پہلی طرز کا

قرآن کریم

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ جیسے آسانی اور عمدگی کے ساتہہ قرآن کریم کی تعلیم دیجا سکتی ہے وہ اب مخفی امر نہین رہا۔ اسی قاعدہ کے دیباچہ مین جس قسم کے قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالے کے فضل پر بہروسا کرکے یسرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہم نے ایک قرآن شریف چہاپنا چاہا ہے جو دیسی کاغذ پر ۱۸ × ۲۲ کی تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چہاپے ہین جو لوگ قرآن کریم کی اشاعت کیلئے دل مین جوش رکہتے ہین اگر وہ اس نیک کام مین ہماری حوصلہ افزائی کرینگے تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پہر خدا تعالے کا فضل شامل ہو تو سارا قرآن شریف چہپ جانا آسان ہے

اس نمونہ دو پارون کا ہدیہ ۴ر ہے۔ پارے بالکل طیار ہین۔ تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہیئین۔

پایونیر اور حضرت مسیح موعود

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور کسی کی مجال نہیں ہوتی تھی کہ اون کے نزدیک آسکے اور ہرچند جان توڑ کر دشمن کا لشکر کوشش کرتا تھا کہ توپوں یا بندوقوں کی گولیوں سے ان کو ماریں مگر کوئی گولی یا گولا ان پر کارگر نہیں ہوتا تھا یہ کرامت ان کی صدہا موافقین اور مخالفین بلکہ سکھوں کے مونہہ سے سنی گئی ہے جنہوں نے اپنے لڑنے والے باپ دادوں سے سنکر بیان کی تھی۔ لیکن میرے نزدیک یہ کچھ تعجب کی بات نہیں اکثر لوگ ایک زمانہ دراز تک جنگی فوجوں میں نوکر رہ کر بہت سا حصہ اپنی عمر کا لڑائیوں میں بسر کرتے ہیں اور قدرت حق سے کبھی ایک خفیف سا زخم بھی تلوار یا بندوق کا اون کے بدن کو نہیں پہنچتا سو یہ کرامت اگر معقول طور پر بیان کیجائے کہ خدا تعالی اپنے خاص فضل سے دشمنوں کے حملوں سے انہیں بچاتا رہا تو کچھ ہرج کی بات نہیں اسمیں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ مرزا صاحب مرحوم موصوف اوس وقت ایک رئیس بہادر اور بات کے وقت ایک باکمال عابد تھے اور معمور الاوقات اور متشرع تھے۔ انکے زمانہ میں قادیان میں وہ نور اسلام چمک رہا تھا کہ ارد گرد کے مسلمان اس قصبہ کو مکہ کہتے تھے لیکن مرزا گل محمد صاحب مرحوم کے عہد ریاست کے بعد مرزا عطا محمد صاحب کے عہد ریاست میں جو اس عاجز کے دادا صاحب تھے یکدفعہ ایک سخت انقلاب آگیا اور ان سکھوں کی بے ایمانی اور بدذاتی اور عہد شکنی کی وجہ سے جنہوں نے مخالفت کے بعد محض نفاق کے طور پر مصالحہ اختیار کر لیا تھا۔ انواع اقسام کی مصیبتیں ان پر نازل ہوئیں اور بجز قادیان اور چند دیہات کے تمام دیہات ان کے قبضہ سے نکل گئے بالآخر سکھوں نے قادیان پر بھی قبضہ کر لیا اور دادا صاحب مرحوم معہ اپنے تمام لواحقین کے جلاوطن کئے گئے اسی روز سکھوں نے پانسو کے قریب قرآن شریف آگ سے جلا دیا اور بہت سی کتابیں چاک کر دیں اور مساجد میں سے بعض مساجد مسمار کیں بعض میں اپنے گھر بنائے اور بعض کو دھرم سالہ بنا کر قائم رکھا جو اب تک موجود ہیں۔ اس فتنہ کے وقت میں جس قدر فقراء و علماء و شرفاء و نجباء قادیان میں موجود تھے سب نکل گئے اور مختلف بلاد و امصار میں جا کر آباد ہو گئے اور یہ جگہ ان شریروں اور بدی الطبع لوگوں سے پر ہو گئی جن کے خیالات میں بجز بدی اور بدکاری کے اور کچھ نہیں پھر انگریزی سلطنت کے عہد سے کچھ عرصہ پہلے یعنے ان دنوں میں جبکہ رنجیت سنگھ کا عام تسلط پنجاب پر ہو گیا تھا اس عاجز کے والد صاحب یعنے مرزا **غلام مرتضے** صاحب مرحوم دوبارہ اس قصبہ میں آکر آباد ہوئے اور پھر بھی سکھوں کی جور و جفا کی نیش زنی ہوتی رہی۔ ان دنوں میں ہم لوگ ایسے ذلیل و خوار تھے کہ ایک گائے کا بچہ جو دو یا ڈیڑھ روپیہ کو آسکتا ہے صدہا درجہ زیادہ ہماری نسبت بنظر عزت دیکھا جاتا تھا اور اس جانور کی ایک ادنی خراش پہنچانے کی وجہ سے انسان کا خون کرنا مباح سمجھا گیا تھا صدہا آدمی بے گناہ صرف اس شک سے قتل کئے جاتے تھے کہ انہوں نے اس جانور کے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے جاہل ریاست جو حیوان کے قتل کے عوض انسان کو قتل کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے اس لائق نہیں تھے کہ خدا تعالے بہت عرصہ تک اسکو سلطنت دیتا اس لئے خدا تعالے نے اس تنبیہ کی صورت کو مسلمانوں کے سر سے بہت جلد اٹھا لیا اور ابر رحمت کی طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو دور سے لایا اور وہ تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آکر ہم سب بھول گئے اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ **اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گذار رہیں۔**

انگریزی سلطنت میں تین گاؤں تعلقہ داری اور ملکیت قادیان کا حصہ جدی والد صاحب مرحوم کو ملے جو اب تک ہیں اور جرات کے لفظ کے مستحق سمجھے کافی ہیں۔ والد صاحب مرحوم اس ملک کے معزز زمینداروں میں شمار کئے گئے تھے گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے وہ سچے شکرگذار اور خیرخواہ تھے ۱۸۵۷ء کے غدر کے ایام میں پچاس گھوڑے انہوں نے اپنے پاس سے خرید کر اور اچھے اچھے جوان بہم پہنچا کر کے پچاس سوار بطور مدد کے سرکار کو دئیے اسوجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں بہت ہر دلعزیز تھے اور گورنمنٹ کے اعلی حکام دلجوئی کے ساتھ ان کو ملتے تھے بلکہ بسا اوقات صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر مکان پر آکر ان کی ملاقات کرتے تھے اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ یہ خاندان ایک معزز خاندان زمینداری ہے۔ جو شاہان سلف کے زمانہ سے آج تک آثار عزت کسیقدر موجود رکھتا ہے۔ **فالحمد للہ الذی ثبت ہذہ العلامة اثباتا بیّنا و اضحا من عندہ۔**

اور یہ **خیالی** بات اور ناروا دعوے ہی نہیں کہ یہ خاندان ایسا معزز اور گورنمنٹ انگلشیہ کا حقیقی خیرخواہ اور **وفادار** دوست تھا بلکہ اعلے افسران نے اسکو تسلیم کیا۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں ہم چند خطوط ذیل میں درج کرتے ہیں جو گورنمنٹ انگلشیہ کے اعلے افسروں نے عالیجناب مرزا غلام مرتضے خان صاحب مرحوم کو یا آپ کے بڑے بیٹے مرزا غلام قادر کے نام لکھے۔

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب) نمبر ۳۵۳

تہور و پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضی رئیس قادیان حفظہ۔

عریضہ شما مشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب در آمد۔ ما خوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار و وفاکیش ثابت قدم ماندہ اید و حقوق شما در اصل قابل قدر اند۔ بہر تسلی و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و خدمات خاندان شمارا ہرگز فراموش نخواہد کرد۔ بموقعہ مناسب بر حقوق و خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ درین امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔ فقط

المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء

بمقام لاہور انار کلی۔

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضے رئیس قادیان بعافیت باشند۔

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیرخواہی و مددی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران و بہمرسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہذا بجلدوی اس خیرخواہی اور خیرسگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء۔

نقل مراسلہ

فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ۔

آپ کا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا۔ مرزا غلام مرتضی صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضی سرکار انگریزی کا اچھا خیرخواہ اور وفادار رئیس تھا۔ ہم آپکی خاندانی لحاظ سے اسی طرح عزت کریں گے جسطرح تمہارے باپ وفادار کی کیجاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہیگا

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء

الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

اب ان حالات کو جو ہم نے اس خاندان کے متعلق بیان کئے ہیں اور ان مراسلات کو جو گورنمنٹ انگلشیہ کے ذمہ دار اور اعلے عہدہ داروں کی طرف سے اس خاندان کی جلیل الشان خدمات کے اعتراف میں بھیجے گئے ہیں دیکھ کر اور پڑھ کر کوئی دانشمند کہہ سکتا ہے کہ اس خاندان کا **پیشہ وفا فروشی تھی؟** اتنی سی بات سے ہی بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ مضمون نگار کو تحقیقات سے کوئی غرض نہیں اور امر واقعی کا اظہار اس کا مقصد نہیں بلکہ ایک چھپی ہوئی دشمنی اور مخفی کینہ ہے جس کی بنا پر یہ آرٹیکل لکھا گیا وہ رسالہ جس کا ذکر اس میں کیا گیا ہے لکھا گیا ہو وہ ہم آگے چل کر مضمون نگار صاحب کی اپنی ہی تحریر سے انشاء اللہ العزیز ثابت کر دکھائیں گے کہ یہ تحریر فی الحقیقت دشمنی اور عناد ہی سے لکھی گئی ہے۔

لیکن ہم کو **پایونیر** کے معزز اور لائق ایڈیٹر صاحب پر افسوس ہے کہ باوجودیکہ انہیں حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کی خاندانی وجاہت اور آپ کے خاندان کی وفادارانہ خدمات کا علم ہونا چاہیئے تھا انہوں نے توجہ نہیں کی

ہونگی۔ ہم دنیا میں بھی اس امر کو مشاہدہ کرتے ہیں متقی متقیوں کے ساتھ قیامت میں بھی ہونگے شریر ہو تو بھی متقی اپنے ساتھیوں سے کم درجہ کا ہو انکے دوسرے اعلیٰ درجہ والے انکی درجہ کی ترقی اور رفع درجات کیلئے شافع ہوں گے ہم دنیا میں بھی دیکھتے ہیں کہ نیک ہمسایہ کی شفقت اور پڑوس سے کس درجہ سے دکھ پہونچتا ہے پس قیامت میں بھی بالضرور نیک ساتھی سے سکھ ہو پہنچیگا اسی لئے قرآن میں آیا ہے۔ الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین۔ یعنی متقی قیامت میں بھی آپس میں باہم دوست و رفیق ہی رہینگے اور جو شریر آپس میں یہاں دوست و رفیق ہیں وہ قیامت میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جاوینگے۔ قرآن کریم میں جو اکثر مواقع میں شفاعت کے ساتھ لفظ اذن آیا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ خداوند تعالیٰ کسی نبی و ولی کو کسی منکر نبوت نبی کے حق میں شفاعت کا اذن نہیں دیگا۔ بلکہ صرف مومنوں کے لئے شفاعت کا اذن ہوگا۔ جو کہتے ہیں کہ ہمارے سابقہ انبیاء ہماری شفاعت کرینگے خداوند تعالیٰ نے انکو رد فرمایا کہ تم نبی آخر الزمان کی نبوت کے منکر ہو تم نے نبیوں کے درمیان تفرقہ کر دیا ہے۔ اس لئے تمہارے لئے بالکل کوئی شافع نہ ہوگا۔ دیکھو اہل کتاب کو خطاب اکثر جگہ قرآن کریم میں شفاعت کا ذکر ہے۔ جہاں شفاعت کی نفی ہے وہ صرف اہل کتاب منکران نبوت عیسیٰ و محمد صلے اللہ علیہ السلام کے حق میں ہے شفاعت مصدقان نبوت نبی آخر الزمان کیلئے ضرور ہے یہی وجہ ہے کہ بعض کے حق میں شفاعت کو اذن کا ذکر ہے اور بعض کے لئے مطلق شفاعت کی نفی ہے مثلاً دیکھو پارہ اول یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی الخ الآیۃ۔ اس مقام میں بالکل شفاعت کی نفی ہے جو اہل کتاب یعنے یہود کے حق میں ہے جہاں اذن کا ذکر ہے وہ مصدق نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔

مولوی حکیم الدین صاحب نے لا مبدل لکلمته سے یہ سمجھ لیا ہے کہ جس انسان کیلئے خداوند تعالیٰ نے عذاب کا حکم کر دیا وہ اٹل ہوگا۔ حالانکہ اسکے برعکس بھی کئی دفعہ ہو چکا ہے اور ہوتا رہتا ہے دیکھو کئی دفعہ عذاب کے وعدے ٹل گئے جنکا ذکر قرآن کریم میں آچکا ہے مکہ کے لوگوں پر قحط کا عذاب آیا جب لوگ شرارت سے باز آئے تو ان سے عذاب رفع کر دیا گیا جب دوبارہ شرارت کرنے لگے تو پھر عذاب نازل ہونا شروع ہو گیا۔ دیکھو اس جگہ کا ذکر قرآن کریم میں۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس هذا عذاب الیم۔ ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون۔ انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون۔

دیکھو یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا حکم ہو چکا تھا پھر وہ ٹل گیا۔ زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھ جاوگے۔

ما یبدل القول لدی کی تفسیر اولئک الذین حق علیهم القول میں مفصل ذکر ہے۔ تم کدھر چلے گئے ہو۔

لا مبدل لکلماته یعنی خداوند تعالیٰ کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ کلمات سے مراد آیندہ زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں جنمیں نبی علیہ السلام کو بہت وعدے دیئے گئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں فتح مکہ۔ نصرت ایزدی۔ رسول اللہ صلعم کا اخراج مکہ کے بعد پھر مکہ میں داخل ہونا۔ عالم کے لوگوں کا اسلام میں داخل ہونا یہ سب وعدے قرآن سے ثابت ہیں۔ پس واضح ہو کہ کلمات سے مراد آیندہ زمانہ کی بارہ میں پیشگوئیاں ہیں جنمیں رسول اللہ صلعم کو تسلی دلائی گئی ہے کہ وہ سب پوری ہو کر رہینگی وہ ٹل نہیں اور یہاں پر یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ پیشگوئیاں کرنے سے خداوند تعالیٰ کا اصل مقصد کیا ہے وہ یہ ہے ویمحو الله الباطل ویحق الحق بکلماته یعنے خدا تعالیٰ پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے باطل کو لوگوں کے دلوں سے مٹاتا اور سچ کو دلوں میں بٹھاتا ہے مسعود حرف آخری

راقم محمد فضل خان احمدی۔ چنگا۔ گوجر خان

گلدستہ اخبار

طاعون

لاہور میں ایک ہندو طاعون سے مرگیا تھا چند روز تک کسی نے نہ اٹھایا آخر چار عورتوں نے گھر سے اٹھایا اور مرگھٹ میں لیجاکر جلا دیا۔

قبلی بازار پشاور میں ایک خاندان کے گیارہ آدمی تھے ایک ہی دن میں گیارہ کے گیارہ ہی طاعون کی نذر ہو گئے۔ خدا کی پناہ۔ طاعون نے ہندوستان کو تباہ کر دیا میرٹھ میں بکثرت طاعون پھیل گیا لوگ اپنے اپنے گھر چھوڑ کر شہر سے باہر جارہے ہیں۔ ضلع مظفر نگر میں بھی شکایت سنی جاتی ہے۔

ضلع بلیا اور غازی پور میں لوگ طاعون کی سختی سے پریشان ہیں خدا رحم کرے۔

جب سے جوہانسبرگ (ٹرانسوال جنوبی افریقہ) میں طاعون شروع ہوا ہے اسوقت تک ۵۵ سفید کالی اور ۲۲ دیگر قوموں کے آدمی طاعون زدہ ہو چکے ہیں اور ۷ اور ۶۳ علے الترتیب ہلاک ہوئے ہیں۔

اب تک طاعون کے سات سالہ تجربہ کی بنا پر خیال کیا جاتا تھا کہ مارچ کے آخیر میں ہمارا زور گھٹ جاتا ہے مگر اب ثابت ہو گیا ہے کہ یہ خیال بھی بالکل غلط ہے ہفتہ مختتمہ ۲۳ اپریل سنہ حال کو ۴۸ ۲۸۸ طاعونی اموات کے مقابلہ میں ۳۰ اپریل کو ختم ہونیوالے ہفتہ میں ۳۳۷۶۳ موتیں کل ملک میں ہوئیں جنمیں سے ۲۳۹۵۲ صرف پنجاب میں ہیں۔ صرف پنجاب میں یہ تعداد گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ ہے۔ اگر خدا نخواستہ یہی حال رہا تو دس سال کے عرصہ میں پنجاب میں نوع انسان کا نام و نشان بھی نہیں رہیگا

حکیم مولوی نور محمد صاحب حکیم کل ضلع لاہور تحریر کرتے ہیں کہ جھاؤ کا درخت طاعون کیلئے مفید ہے۔

طاعون پر لنڈن کا اخبار

لنڈن کے مشہور اخبار ڈیلی نیوز نے طاعون کے متعلق لکھا ہے کہ ہندوستان سے بڑی اندیشہ ناک خبریں آرہی ہیں اب کے وہاں آغاز سال ہی میں طاعون سے بہت سی موتیں ہونے لگی ہیں۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں طاعون سے صوبہ بمبئی میں ہفتہ میں دو ہزار آدمی مرتے تھے اور یہ تعداد بہت خطرناک سمجھی جاتی تھی اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء میں یہ تعداد دس ہزار ہفتہ وار تک پہونچی اور بمبئی میں کل سال میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی طاعون سے تلف ہوئے جس سے دو تہائی کل ہندوستان میں ضایع ہوئے۔ دوسرے سال سنہ ۱۹۰۲ء میں کشتگان طاعون کی تعداد پانچ لاکھ ساٹھ ہزار تک پہونچ گئی۔ لیکن امسال مارچ کے درمیانی ہفتہ میں کل ملک میں چالیس ہزار موتیں طاعون سے ہوئیں۔ جنمیں ساڑھے آٹھ ہزار صوبہ بمبئی میں تھیں۔ یعنے سنہ ۱۹۰۱ء کی نسبت چار گنا سے بھی زیادہ ہے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

طاعون اور اس کا علاج

اس عنوان سے روزانہ پیسہ میں کوئی لکھنوی حکیم صاحب ایک آرٹکل چھپواتے ہیں جن کا خاتمہ ان سطور پر کرتے ہیں کہ مسلمان مالک عثمانی یعنے تبیالرجی کی جانب توجہ فرماویں لوگوں کے معائب اور معاصی سے قطعی اور کلیۃً اجتناب کرنے کی تاکید کیجاوے اور اس کے ساتھ اس زبردست مالک اور خالق کے حضور میں مفارق عجز و نیاز ختم کرکر بتضرع و خشوع معاصی کی معافی مانگتے ہوئے ہی آمین۔ ان سے قطعی احتراز و اجتناب کیا جاوے۔ یہ سب ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم کی تصدیق ہو رہی ہے۔

لاہوری مسلمان اور طاعون

افسوس کا مقام ہے کہ لاہور کے مسلمان طاعون کے اصل علاج سے محض ناواقف یا غافل ہیں۔ اور اسکی بجائے زیارتیں نکال رہے ہیں۔ ۹ ہزار گنج بخش کے مزار پر بھی جاتے ہیں۔ مگر آپ اجابت کہتا نظر نہیں آتا۔ جب تک کہ تبدیلی نہو۔ نا ممکن ہے کہ ہماری دعاؤں میں کوئی اثر پیدا ہو۔

مختلف اور دلچسپ خبریں

پیرس میں ایک ڈاکٹر نے چاک سے ایک ڈسٹر بندوق کی گولی بنائی ہے وہ جس شخص کے لگتی ہے اس کے بدن پر نمایاں نشان کر دیتی ہے۔

ایک امریکن انجینیر نے ایک متحرک پلیٹ فارم ایجاد کیا ہے جو گاڑیوں کے ساتھ چلا کریگا اور جس پر سے مسافر گاڑیوں کے ٹھہرنے کے بغیر اتر جایا کرینگے حساب لگایا گیا ہے کہ فی گھنٹہ پانچ ہزار ہندوستانی شہر ایجاد تو نہیں جمہ رکھتے ہیں اور گھر میں بیٹھ والے الگ ازمن

ایک روسی انجینیر شوالین نامی نے ایک ایسی ترکیب ایجاد کی ہے جس کے ذریعہ السی اور سن کے ریشہ روئی کیطرح باریک اور نرم کئے جاتے ہیں اور اس کا سوت کپاس کے سوت کیطرح عمدہ اور نرم ہوتا ہے السی یا سن کے ریشہ اتارنے کی ضرورت نہیں بلکہ جونہی زمین سے پودے اکھیڑے جاتے ہیں اسی وقت ان کے ریشوں سے روئی بنانے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ موجد نے اس ترکیب کو پیٹنٹ کرالینا ارادہ نہیں کیا۔

وکٹوریا ہال کلکتہ میں دارا شکوہ اور اورنگزیب کے دست خاص سے لکھی ہوئی کتابیں رکھی جاوینگی جو ہر دوان کے ایک رئیس نے پیش کی ہیں۔

چیف کورٹ پنجاب نے یہ قرار دیدیا ہے کہ آیندہ کو بری شدہ ملزم کے خلاف گورنمنٹ بھی اپیل دائر کر سکتی ہے ملزم کی کمی سزا کا اپیل ملزم کو ورثا پہلے کیا کرتے تھے۔

لارڈ کرزن کا شملہ میں رخصت ہوتے وقت یہ کہنا کہ آیندہ موسم سرما میں آپ سب کو دیکھنے کی امید ہے ثابت کرتا ہے کہ آپ ضرور واپس تشریف لاوینگے۔

لنڈن میں جو لوگ بے ضرورت اور آوارہ گرد ہو پہنچ جاتے ہیں اون کو روکنے کیلئے پارلیمنٹ میں مسودہ قانون پیش ہے اس کے بعد کوئی بیکار آوردہ باشندہ داخل نہ ہوگا۔

حجاز کمیشن نے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی درمیانی ریلوے لائین ٹھیکہ پر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

حجاز ریلوے کیلئے فرانسیسی جہاز پر دس ہزار روپے کی شہتیریاں حال میں قسطنطنیہ پہونچی ہیں۔

امام ابو حنیفہ رح کے مقبرہ کا سابقہ انتظام درست نہ تھا سلطان المعظم نے سرکاری انتظام کرنیکا حکم دیا۔

ایک سوداگر نے درخواست کی ہے کہ اگر بالعالی کی بیرونی دیواروں پر مجھے اپنے تجارتی اشتہارات چسپان کرنیکی اجازت عطا ہو تو آمدنی کا ۱۵ فیصدی حصہ حجاز ریلوے میں دونگا۔

قصور ضلع لاہور میں شیخ فضل الدین صاحب مالک کارخانہ روئی کے پاس سنہ ۹۸ ہجری کا ایک قرآن شریف قلمی موجود ہے جسپر طلائی کام نہایت خوبصورتی سے کیا ہوا ہے۔ اتنے انقلابات ہونے پر بھی ایسی قدیم چیزوں کا باقی رہنا غنیمت اور انکا لوگوں کو علمی مذہبی ذوق و شوق کی علامت ہے۔

مطبع ... احمدیہ ... قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

اپریل کے آخری ایام

ایک نشان ہیں

سنت اللہ سے ناواقف ہونا بھی ایک موت ہے کیونکہ اس جہالت کی وجہ سے بعض اوقات انسان خدا تعالیٰ کے **ماموروں** اور برگزیدوں کے سامنے ایسی جرات اور شوخی کر بیٹھتا ہے جو اسے قبول حق سے محروم کر دیتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اس کی دستگیری نہ کرے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بعض اوقات ایسے لوگ بھی آ جاتے ہیں چنانچہ اواخر اپریل میں ایک نو مسلم یہاں آیا اور اس نے حضرت مسیح موعود کے حضور بڑی دلیری سے نشان بینی کی درخواست کی جس پر حضرت **اقدس** نے **فرمایا**

ہر ایک **مامور** کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ڈالا جاتا ہے وہ اس کی مخالفت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور یہی اصل سچ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو دنیا میں مامور کر کے بھیجتا ہے تو اس کی تائید میں خارق عادت **نشان** بھی ظاہر کرتا ہے چنانچہ میری بھی اس نے **تائید کے لیے بہت سے نشان** ظاہر کیے ہیں جن کو لاکھوں انسانوں نے دیکھا ہے اور اس پر گواہ ہیں۔ تاہم میں اپنے خدا پر کامل یقین رکھتا ہوں کہ اس نے انہیں نشانوں پر حصر نہیں کیا اور نہ اس سلسلہ کو بند نہیں کیا۔ وہ قادر ہے وہ اپنے ارادہ سے جب چاہتا ہے نشان ظاہر کرتا ہے۔ ایک طالب حق کے لیے وہ نشان تھوڑے نہیں ہیں مگر اس پر بھی اگر دل تسلی نہ پائے اور ایک شخص واقعی طالب حق ہے اور صدق نیت سے وہ نشان کا خواہشمند ہے تو ہم اس کے لیے توجہ کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں کہ کوئی امر ظاہر کر دے لیکن اگر یہ بات نہ ہو اور خدا تعالیٰ کے پہلے نشانوں کی بے قدری کی جاوے اور انہیں ناکافی سمجھا جاوے تو توجہ کے لیے جوش پیدا نہیں ہوتا۔ اور ظہور نشان کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں توجہ کی جاوے اور دل میں اس کے لیے جوش ڈالا جاوے۔ اور یہ تحریک اس وقت ہوتی ہے جب ایک صادق اور مخلص طلبگار ہو۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ نشان عقلمندوں کے لیے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے نشان نہیں ہوتے جو عقل سے کوئی حصہ نہیں رکھتے ہیں ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نشانات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ **ہدایت** محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہو اور وہ فضل نہ کرے تو خواہ کوئی ہزار ہا ہزار نشان دیکھے اسے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور کچھ نہیں کر سکتا۔ پس جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ نشانات گزشتہ سے اس نے کیا فائدہ اٹھایا ہے ہم آئندہ کے لیے کیا امید رکھیں۔

نشانات کا دکھانا ہمارے اختیار میں تو نہیں ہے۔ اور نشانات کوئی شعبدہ بازی کی چابکدستی کا نتیجہ تو نہیں ہوتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مرضی پر موقوف ہے۔ وہ جب چاہتا ہے نشان ظاہر کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے۔

اس وقت جو سوال نشان نمائی کا کیا جاتا ہے اس کے متعلق میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہی ڈالا ہے کہ یہ **اقتراح** اسی قسم کا ہے جیسا ابو جہل اور اس کے امثال کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کیا فائدہ اٹھایا؟ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر نشان ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ اگر کوئی ایسا اعتقاد کرے تو وہ کافر ہے آپ کے ہاتھ پر لاانتہا نشان ظاہر ہوئے مگر ابو جہل وغیرہ نے ان سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اسی طرح یہاں نشان ظاہر ہوئے ہیں جو طالب حق کے لیے ہر طرح کافی ہیں۔ لیکن اگر کوئی فائدہ نہ اٹھانا چاہے اور مکورتی میں گرا جاوے اور آئینہ نہ کوکل کرے اس سے کیا امید ہو سکتی ہے؟ وہ خدا تعالیٰ کے نشانات کی بے حرمتی کرتا ہے اور خود اللہ تعالیٰ سے ہنسی کرتا ہے۔

طریق ادب تو یہ ہے کہ پہلے کتابوں کو دیکھا جاتا اور دیانتداری اور خدا ترسی سے ان میں غور کیا جاتا وہ نشانات جو انہیں جمع کیے گئے ہیں ان پر فکر کی جاتی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص سلیم دل لیکر میری کتابوں کو پڑھے گا اور ان نشانوں پر غور کریگا تو اس کا دل بول اٹھے گا کہ یہ انسانی طاقت سے باہر ہے کہ ایسے جلیل القدر نشان دکھا سکے۔

لیکن

ان کتابوں کو دیکھا نہیں جاتا اور تقویٰ سے کام نہیں لیا جاتا پھر شوخی سے کہا جاتا ہے کہ نشان دکھاؤ۔ اگر یہ ضروری ہوتا کہ ہر شخص کے لیے ایک جدا نشان ہو۔ اور پھر ایک لمبا اور لا انتہا سلسلہ شروع ہو جاوے ہر ایک شخص کہے کہ پہلا نشان میرے لیے کافی نہیں ہے مجھے کوئی اور نشان دکھایا جاوے جو اس قسم کی جرات کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لیے ہدایت نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے صریح ہوتی ہے کہ خدا کے پہلے نشانوں کو وہ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے **نشانوں** کی ایک حد ہوتی ہے اور ان کی شناخت کے لیے ایک قوت شامہ دی جاتی ہے جو وہ قوت نہیں رکھتا ہے جس سے اس کو حصہ نہیں ملا اس کے سامنے خواہ کتنے ہی نشان ظاہر ہوں وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

اسلام کی سچائی پر تو ہمیشہ ہر زمانہ میں اس کے تازہ بتازہ نشان ہوتے ہیں مگر کیا یہ نشان کچھ تھوڑا ہے کہ جس توحید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور جس شرک و بدعت کو آپ نے رد کیا ہے دنیا میں کبھی کسی مذہب نے نہیں کیا۔ ایک عقلمند کے لیے تو یہ نشان ایسا عظیم الشان ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی لیکن ایک غبی اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

ایک **ولی اللہ** ذات کے قصاب تھے ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں تب مانتا ہوں اگر آپ کوئی نشان دکھائیں۔ انہوں نے اس کو کیا عمدہ جواب دیا ہے کہ باوجود یکہ تیرا خیال ہے کہ ہم ایسے ہیں اور پھر باوصف ایسے گنہگار ہونے کے تو دیکھتا ہے کہ ہم ابتک غرق نہیں ہو گئے۔ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ کیا یہ نشان ہمارا کم ہے کہ ہم کو مفتری کہا جاتا ہے لیکن پچیس سال سے بھی زیادہ سے یہ سلسلہ چلا آتا ہے اور روز بروز اس کی ترقی ہو رہی ہے اور ہم غرق نہیں ہو گئے۔

دانشمند اگر خدا ترس دل لیکر سوچے تو اس کے لیے یہی کوئی چھوٹا سا نشان نہیں ہے یہ جو کہہ دیتے ہیں کہ بہت سے مفتری بچ گئے ہیں یہ محض افترا ہے اللہ تعالیٰ کے کلام میں خلاف نہیں ہو سکتا۔ کبھی کوئی مفتری مہلت نہیں پا سکتا ورنہ پھر خدا تعالیٰ کے راستبازوں اور مفتریوں میں فرق کرنا مشکل ہو جاوے گا۔ خدا تعالیٰ کی سلطنت میں اندھیر نہیں ہے اس دنیا کی سلطنت میں اگر کوئی شخص مصنوعی چپراسی بھی بن جاوے تو فی الفور پکڑا جاتا اور سے عبرت ناک سزا دی جاتی ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت میں ایسا اندھیر ہو کہ کوئی شخص خدا کا مامور ہونے کا مدعی ہو اور جھوٹے الہام خود ہی بنا کر خلق اللہ کو گمراہ کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہ کرے بلکہ اس کی تائید میں نشان بھی ظاہر کر دے اور اس کی پیشگوئیوں کو بھی پورا کر کے دکھا دے؟ کیا یہ حیرت انگیز اور تعجب کی جگہ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کبھی کسی مفتری کو مہلت نہیں دیتا پس اس اصول پر ہمارا اب تک قائم رہنا اور اس سلسلہ کا نشو و نما پانا اور دن بدن ترقی کرنا بھی چھوٹی سی بات نہیں ہے اگر کوئی خدا ترسی سے اس پر غور کرے تو اس کے لیے یہ نشان نہیں ہے۔ مگر جس شخص کو نہ ہدایت ہو نہ نشان فائدہ نہیں پہنچا سکے اور ان سے ہمیں کوئی سبق نہیں سیکھا آئندہ اس سے کیا امید ہو سکتی ہے؟

فرمایا عیسائی مذہب کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے عیسائی مذہب اپنی جگہ دم زدگی شکل میں مرانی چاہتا ہے اور ہمارے نزدیک وہ معطل اور حقیقی خدا سے دور پڑے ہوئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ان عقائد کی جو حقیقی خدا پرستی سے دور پھینک کر مردہ پرستی کی طرف لے جاتے ہیں کافی تردید ہو اور دنیا آگاہ ہو جاوے کہ وہ مذہب جو انسان کو خدا بناتا ہے خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اور بظاہر اسباب عیسائی مذہب کی اشاعت اور ترقی کے جو اسباب ہیں وہ ہمارے پرست انسان کو کبھی یقین نہیں دلاتے کہ اس مذہب کا استیصال ہو جاوے گا لیکن ہم اپنے خدا پر یقین رکھتے ہیں کہ اس نے ہم کو اس کی اصلاح کے لیے بھیجا ہے اور ہمیں اس کے ہاتھ **پر مقدر ہے کہ میں دنیا کو اس عقیدہ سے رہائی دوں**۔ میں جلد فیصلہ کرنے والا یہی امر ہوگا۔ یہ باتیں لوگوں کی نظر میں عجیب ہیں مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ

میرا خدا قادر ہے

میں اصل میں دیکھتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ مامور کے تئیں کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور میں اس امر کو بھی خوب جانتا ہوں کہ اس کا دعویٰ بناوٹ اور تکلف سے نہیں ہوتا وہ جو کچھ کہتا ہے دنیا اپنی جگہ سمجھتی ہے کہ شاید اپنی شہرت کے لیے کرتا اور کہتا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ دنیا کی تعریف اور شہرت سے بالکل مستغنی ہوتا ہے وہ مجبور کیا جاتا ہے کہ باہر دنیا میں نکلے ورنہ اگر یہ سوزش اور گدازش جو اسے مامور کرکے خلق اللہ کی بہتری اور بہبودی کی لگا دی جاتی اسے نہ لگائی جاتی تو وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تنہائی میں اپنی زندگی بسر کرے اور کوئی اس کو نہ جانے لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی ایسے انسان کو منتخب کرتا ہے جو اس کے منشاء کے موافق کام کر سکتا ہے تو وہ اسے اس حجرہ سے باہر لاتا ہے اور پھر اس کو عظیم الشان استقلال اور ثبات قدم عنایت کرتا ہے دنیا اور اس کی مخالفت کی اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی وہ ہر ایک قسم کی تکالیف اور مصائب میں بھی قدم آگے بڑھاتا اور اپنے مقصد کو ہاتھ سے نہیں دیتا۔ میں اپنے دل کو دیکھتا ہوں کہ بالطبع شہرت اور باہر آنے سے متنفر تھا۔ لیکن میں کیا کروں خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی خدمت کے لیے چن لیا اور باہر نکال دیا اب خواہ کوئی کچھ ہی کہے میں اس کی پرواہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر میں کسی کی تعریف یا مذمت کی پرواہ کروں تو اس کے یہی معنے ہیں کہ میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی اپنے پہلو میں رکھتا ہوں۔

میں دیکھتا ہوں کہ جس کام کے لیے اس نے مقرر کیا ہے اس کے حسب حال جوش درد اور سوزش بھی میرے سینہ میں پیدا کر دی ہے میں بیان نہیں کر سکتا کہ اس ظلم صریح کو دیکھ کر جو ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے میرے دل میں کس قدر درد اور جوش پیدا ہوتا ہے ہزاروں ہزار انسان ہیں جو اپنے اہل و عیال

اور دوسری حاجتوں کے لیے دعائیں کرتے اور کرتے ہیں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میرے لیے اگر کوئی غم ہے تو یہی ہے کہ نوع انسان کو اس علم صریح سے بچاؤں کہ وہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے میں مبتلا ہو رہی ہے اور اس سچے اور حقیقی خدا کے سامنے انکو سجدہ کراؤں جو قادر اور مقتدر خدا ہے۔

میری فطرت میں کسی امر کے لیے کوئی ابتلا ہی نہیں رکھا گیا اور نہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور کسی چیز کی حاجت میرے لیے رہنے دی ہے۔ اسلیے میری بڑی دعا اور آرزو یہی ہے کہ میں اس باطل کا استیصال دیکھ لوں جو خدا تعالیٰ کی مسند پر ایک عاجز انسان کو بٹھایا جاتا ہے اور حق ظاہر ہو جاوے

میں اس جوش اور درد کو جو مجھے اس حق کے اظہار کے لیے دیا گیا ہے بیان کرنے کے واسطے الفاظ نہیں پاتا۔ اگر یہ بھی مان لیا جاوے کہ کوئی اور مسیح بھی آسمان سے اُترنے والا ہے تو بھی میں اپنے دل پر نظر کر کے کہہ سکتا ہوں کہ جو گداز اور جوش مجھے اس غرض کے لیے دیا گیا ہے کبھی کسی کو نہیں دیا گیا۔

مجھے **بشارت** دیگئی ہے کہ یہ عظیم الشان بوجھ جو میرے دل پر ہے اللہ تعالیٰ اسکو ہلکا کریگا اور ایک حی قیوم خدا کی پرستش ہونے لگے گی۔ وہ خدا جو ہماری ہزاروں دعائیں قبول کرتا ہے کبھی ہو سکتا ہے کہ وہ دعائیں جو اسکے جلال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کے اظہار کے لیے ہم کرتے ہیں قبول نہ کرے؟ نہیں وہ قبول کرتا ہے اور کرے گا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ جس قدر عظیم الشان مرحلہ اور مقصد ہو اسی قدر وہ دیر سے حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ یہ عظیم الشان کام ہے اسلیے اسکو حسب منشاء ہونے میں بھی ایک وقت اور مہلت مطلوب ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اب وہ وقت قریب آ رہا ہے اور اسکی خوشبودار ہوائیں آ رہی ہیں۔ اور مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ان دعاؤں کو جو میں ایک عرصہ دراز سے کر رہا ہوں قبول کر لیا ہے۔

جس قدر دل میں اختہ ان ہموم و غموم میں مبتلا ہوں اسیقدر اضطراب پیدا ہو تو یاد رکھنا چاہیے کہ قبولیت کی طیاری آسمان پر ہوتی ہے کیونکہ جب تک قبولیت کی طیاری آسمان پر نہ ہو وہ خشوع خضوع اور درد و جوش جو حقیقی اضطراب کو پیدا کرتا ہے پیدا نہیں ہو سکتا لیکن اسوقت جو میں اس اضطراب اور کرب و قلق کو دل میں پاتا ہوں مجھے کامل یقین ہوتا ہے کہ مصنوعی خدا کے خاتمہ کا وقت آ گیا ہے۔

اس وقت ان باتوں پر ایمان لانا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے مگر ایک وقت آتا ہے کہ لوگ ان باتوں کو دیکھ لیں گے۔ میں اپنے قادر خدا پر پورا یقین رکھتا ہوں کہ جس بات کے لیے اس نے میرے دل میں یہ جوش اور اضطراب ڈالا ہے وہ اسکو ضائع نہیں کرے گا۔ اور زیادہ دیر تک دنیا کو تاریکی میں نہیں رہنے دیگا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان نہیں لاتے یا نہیں لائے ہیں ان کے نزدیک بیشک یہ ان ہونی باتیں ہیں مگر جو شخص انکی عجیب در عجیب قدرتوں اور طاقتوں کے تماشے دیکھ چکا ہو اور جس کی اپنی ذات پر ہزاروں نشان صادر ہو چکے ہوں ہاں جس نے خود اُس کی آوازیں سنی ہوں وہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ

یہ مشکل ہے یا یہ ان ہونی ہے؟

کبھی نہیں وہ پکار کر اقرار کرتے والکو کہتا ہے **الم تعلم ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر**

جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ یہ مشکل ہے کہ مصنوعی خدا پر موت آوے انھوں نے اللہ تعالیٰ کو مانا نہیں وہ **ما قدروا اللہ حق قدرہ** کے پورے مصداق ہیں۔ دنیا میں اگر کوئی ابتلا پیدا ہوتا ہے تو اسکے مصالح اور اسباب کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس وقت دنیا بہت تاریکی میں پھنسی ہوئی ہے اور اسکو مردہ پرستی نے ہلاک کر ڈالا ہے لیکن اب خدا نے ارادہ کر لیا ہے کہ وہ دنیا کو اس **ہلاکت سے نجات دے اور اس تاریکی سے اسکو روشنی میں لاوے۔** یہ کام بہتوں کی نظروں میں عجیب ہے مگر جو یقین رکھتے ہیں کہ خدا **قادر** ہے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں وہ خدا جس نے ایک کُن کے کہنے سے سب کچھ کر دیا کیا قادر نہیں کہ اپنے قدیم الازل کے موافق ایسے اسباب پیدا کرے جو **لا الٰہ الا اللہ** کو دنیا تسلیم کرے۔

مجھے ان لوگوں پر سخت تعجب اور افسوس آتا ہے جو عالم کہلاتے ہیں مولوی اور صوفی بنتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ ہر طرف سے اسپر حملے ہو رہے ہیں اور اسلام ایک سخت ضعف اور کمزوری کی حالت میں ہے اسوقت چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو مد نظر رکھکر اس وقت وہ خود منتظر ہوتے کہ اللہ تعالیٰ اسوقت اسلام کی حمایت اور نصرت کے لیے کیا سامان کرتا ہے؟ اور خدا کی نصرت کا استقبال کرتے مگر افسوس ہے کہ وہ عیسائیوں کے حملوں کو دیکھتے ہیں جو اسلام پر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی عام حالت کو دیکھتے ہیں لیکن آسمان سے کسی مدد کے نزول کے لیے انکے دل نہیں پگھلتے۔ وہ نظارہ کے بجائے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ پر ہنسی کرتے اور ٹھٹھے مارتے ہیں اور اسکو تباہ کرنے کے منصوبے سوچتے ہیں۔

لیکن

وہ یاد رکھیں کہ ان منصوبوں سے خدا تعالیٰ کا کون مقابلہ کر سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ نے خود جس کام کا ارادہ فرمایا ہے وہ تو ہو کر رہے گا انکی ان منصوبہ بازی اور خطرناک مخالفت کو دیکھکر مجھے بھی ان پر رحم آتا ہے کہ انکی حالت ایسی نازک ہو گئی ہے کہ یہ اپنی بیماری اور کمزوری کو بھی محسوس نہیں کر سکتے۔ ورنہ کیا تھی؟ خدا تعالیٰ نے ہر طرح کے سامان انکے سمجھنے اور سوچنے کے لیے مہیا کر دیے تھے۔ وقت پکار پکار کر مصلح کی ضرورت بتاتا ہے اور پھر جسقدر نشان اور آیات صحائف انبیاء اور قرآن شریف اور احادیث کی رو کر اسوقت کے لیے مقرر تھے وہ ظاہر ہو چکے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ برابر تائید کرتی ہیں عقل شہادت دیتی ہے اور آسمانی نشان بجائے خود مؤید ہیں مگر یہ عجیب لوگ ہیں کہ نشان دیکھتے ہیں اور منہ پھیر کر کہہ دیتے ہیں کہ **کوئی نشان دکھاؤ**۔ میں ایسے لوگوں کو کیا کہوں بجز اسکے کہ تم خدا تعالیٰ کے فضل کو حقارت اور تعجب کی نظر سے دیکھتے ہو۔ جو نشان پہلے اس نے ظاہر کیے ہیں کیا تم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ انکی طرف سے نہیں ہیں؟ کیا وہ نشان انسانی طاقت کے اندر ہیں اور کوئی ان کا مقابلہ کر سکتا ہے کیا منہاج نبوۃ پر وہ نشان ایک شخص کی تسلی کے لیے کافی نہیں ہیں جو نئے نشان مانگے جاتے ہیں **خدا سے ڈرو** اور اُس سے مقابلہ نہ کرو۔

یہ تو ظلم صریح ہے کہ انکی آیات کی ایسی بےقدری کرو۔ کہ انکو تسلیم ہی نہ کرو۔ پہلے یہ فیصلہ کرو کہ آیا خدا نے کوئی نشان دکھایا ہے یا نہیں اگر دکھایا ہے اسی طرح جو وہ انبیاء کے وقتوں میں دکھاتا آیا ہے تو سعادتمند بنکر اسے قبول کرو۔ اور اس نعمت کی قدر کرو۔

اگر کوئی نشان نہیں دکھایا گیا ہے تو مانگو بے شک مانگو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ قادر خدا نشان پر نشان دکھائے گا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اُسنے ہزاروں نشان ظاہر کیے مگر ان لوگوں نے انکو استہزا کی نظر سے دیکھا اور کافر بنت ہو کر ٹال دیا اور چپ کر کے ہیں کہ کوئی دکھاؤ۔ یہ **اقتراح** مناسب نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کامل طور پر اتمام حجت کرتا ہے اور اب طاعون کے ذریعہ کر رہا ہے کیونکہ جن لوگوں نے رحمت کے نشانوں سے فائدہ نہیں اٹھایا وہ اب غضب کے نشانوں کو دیکھ لیں

میں بڑی صفائی سے کہہ رہا ہوں کہ تم نے جو **اسلام** کو قبول کیا ہے کونسا معجزہ اس کا دیکھا تھا۔ جس قدر معجزات اسلام کے تم بیان کرو گے وہ سماعی ہیں گے مشاہدہ چشم دید نہیں لیکن یہاں تو وہ باتیں موجود ہیں جن کے دیکھنے والے ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں انسان ہیں جو **ابھی زندہ** موجود ہیں۔ دو گواہوں سے ایک شخص پھانسی پا سکتا ہے لیکن تعجب کی بات ہے کہ یہاں لاکھوں انسان موجود ہیں جو ان **نشانوں** کے گواہ ہیں اور انکی شہادت کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اس سے بڑھ کر ظلم اور حق کا خون کیا ہو گا۔ اگر **خدا ترسی** اور **حق پسندی** غرض ہے اور جس مطلب کے لیے ہندو مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا ہے تو ایسے اقتراح سے کیا حاصل؟

یہ سعادتمندی کی راہ نہیں یہ تو ہلاکت کی راہ ہے۔ کیونکہ جو اسقدر نشانات کے ہوتے ہوئے بھی پھر کہتا ہے کہ مجھے نشان دکھاؤ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافر ہی مرے گا۔

ہماری موت کے بعد اگر کوئی کہتا تو البتہ اُسے معذور سمجھ لیتے کہ اسکے سامنے جو نشان ہیں وہ منقولی ہیں اور اس پر صدیاں گذر گئی ہیں مگر اسوقت تو ہم زندہ موجود ہیں اور ان نشانات کو دیکھنے والے بھی زندہ موجود ہیں پھر کہا جاتا ہے کہ نشان دکھاؤ یہی ہی حالت ہوگی جب حضرت مسیح کو کہا گیا تھا کہ اس زمانہ کے حرامکار عجیب نشان مانگتے ہیں۔

حقیقت میں انسان جب دیکھنا چاہتا نہیں دیکھتا اور سننا چاہتا نہیں سنتا تو اسکی حالت بہت خطرناک ہوتی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ جب تم اس وقت اسقدر **آیات** اللہ کے ہوتے ہوئے بھی انکار کرتے ہو اور **جدید نشان** کے طلبگار ہو تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے ماننے کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ اسے ذرا بیان تو کرنا چاہیے یا اگر ان کو صرف حسن ظن کے طور پر تسلیم کر مان لیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس وقت ان تازہ آیات کا انکار کیا جاتا ہے اور ان میں شک کیا جاتا ہے۔ کیوں ان کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔

**ہاں بے شک یہ دیکھ لو کہ آیا
وہ بشری طاقتوں کے اندر
ہیں یا ان سے بڑھ کر
ہیں۔ اور منہاج نبوۃ
پر ہیں یا
نہیں**

حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم

نمبر ۳

ہماری آخری نصیحت یہی ہے کہ تم اپنے ایمان کی خبرداری کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم تکبر اور لاپروائی دکھلا کر خدائے ذوالجلال کی نظر میں سرکش ٹھہرو۔ دیکھو خدا نے تم پر ایسے وقت میں نظر کی جو نظر کرنے کا وقت تھا سو کوشش کرو کہ تا تمام سعادتوں کے وارث ہو جاؤ۔ خدا نے آسمان پر سے دیکھا کہ جسکو عزت دیگئی اسکو پیروں کے نیچے کچلا جاتا ہے۔ اور وہ رسول جو سب سے بہتر تھا اسکو گالیاں دیجاتی ہیں اُسکو بدکاروں اور جھوٹوں اور افترا کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے اور اُس کے کلام کو جو قرآن کریم ہے بُرے کلموں کے ساتھ یاد کرکے انسان کا کلام سمجھا جاتا ہے۔ سو اُس نے اپنے عہد کو یاد کیا وہی عہد جو اس آیت میں ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ سو آج اُسی عہد کے پورا کرنے کا دن ہے۔ اُس نے مجھے رنگا رنگ کے حملوں اور طرح طرح کے نشانوں سے تم پر ثابت کر دیا یہ سلسلہ جو قائم کیا گیا اُس کا سلسلہ ہے۔ کیا کبھی تمہاری آنکھوں نے ایسے قطعی اور یقینی طور پر وہ خدا تعالیٰ کے نشان دیکھے تھے جو اب تم نے دیکھے؟ خدا تمہارے لیے کشتی کرے۔ وہ انوکھی طرح غیر قوموں سے لڑا اور اُن پر فتح پائی۔

اور جیسا کہ میں پہلے اس سے شرائط بیعت کی دفعہ چہارم میں سمجھا چکا ہوں سرکار انگریزی کی بھی خیرخواہی اور بنی نوع کی بھی ہمدردی کریں اور اشتعال دینے والے طریقوں سے اجتناب رکھیں اور پرہیزگار اور صالح اور بے شر ہو کر پاک زندگی کا نمونہ دکھلائیں اور اگر کوئی ان میں سے ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو یا بیجا جوش اور وحشیانہ حرکت اور بدزبانی سے کام لے تو اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری جماعت کے سلسلہ سے باہر متصور ہوگا اور مجھ سے اُس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا۔ دیکھو تم میں کھلے کھلے لفظوں میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادات کو اور بھی ترقی دیں اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں روکیں اور ایسا نمونہ دکھلائیں جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں زیادت ثابت ہو۔ اور مجھے اُمید ہے کہتا ہوں کہ آپ لوگ جو اہل علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کریں گے۔ مگر یاد رہے اور خوب

یاد رہے کہ جو شخص ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں۔ اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد کرکے اُس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا اُس کی عظمت کو دل میں بٹھانا اور اُس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اُس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اُسکو واحد لاشریک جاننا اور اُسکے لیے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اُسکا مرتبہ نہ دینا۔ اور درحقیقت اُسکو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا دوئم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا۔ اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کسی سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔ سوئم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیرسایہ خدا نے ہمکو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان و مال کی محافظ ہے اُسکی سچی خیرخواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اُسکو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلاثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے اور جنمیں اعلےٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہییں

اور یہ خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کا مقام ہے کہ ہم لوگ جو مسلمان ہیں ہمارے اصول میں یہ داخل ہے کہ گذشتہ نبیوں میں سے جن کے فرقے اور قومیں اور امتیں بکثرت پھیل گئی ہیں کسی نبی کی تکذیب نہ کریں کیونکہ ہمارے اسلامی اصول کے موافق خدا تعالیٰ مفتری کو ہرگز یہ عزت نہیں بخشتا کہ وہ ایک سچے نبی کی طرح مقبول خلائق ہو کر ہزارہا فرقے اور قومیں اُسکو مان لیں اور اُس کا دین زمین پر جم جاوے اور عمر پاوے لہٰذا یہ ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہم تمام قوموں کے نبیوں کو جنہوں نے خدا کے الہام کا دعویٰ کیا اور مقبول خلائق ہوگئے اور اُن کا دین زمین پر جم گیا خواہ وہ ہندی تھے یا فارسی چینی تھے یا عبرانی خواہ کسی اور قوم میں سے تھے درحقیقت سچے رسول مان لیں۔ اور اگر اُن کی امتوں میں کوئی غلط باتیں پھیل گئی ہوں تو اُن باتوں کو بھی غلطیاں قرار دیں جو بعد میں داخل ہو گئیں یہ اصول ایک ایسا دلکش اور پیارا ہے جسکی برکت سے انسان ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدتہذیبی سے بچ جاتا ہے اور درحقیقت وہ قوی امر یہی ہے کہ جھوٹے نبی کو خدا تعالیٰ اپنے کروڑہا بندوں میں ہرگز قبولیت نہیں بخشتا اور اُسکو وہ عزت نہیں دیتا جو سچوں کو دیجاتی ہے اور صدیوں اور زمانوں تک اُسکی قبولیت ہرگز قائم نہیں رہ سکتی بلکہ جلد اُسکی جماعت متفرق ہو جاتی اور اُسکا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بودوباش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہونچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُنکے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسیکو زبان سے ایذا نہ دیں وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُنکے وجود میں نہ رہے گورنمنٹ برطانیہ کے زیرسایہ اُنکے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں اصدق دل سے وفادار تابعدار رہیں اور تمام انسانوں کی ہمدردی اُن کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں اور کسی بد صحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو اُن کے ساتھ آمدورفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے یا اس گورنمنٹ محسنہ کا خیرخواہ نہیں ہے یا حقوق عباد کی پروا نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت و ارادت ہے اُسکی نسبت ناحق اور بیوجہ بدگوئی اور بدزبانی اور بدنامی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھکر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے اور چاہیے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لیے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہونگے۔

یہ وہ امور اور شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق

نہیں ہے اسلیے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہکر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ایسے ہی ٹھیرو گے جیسا کہ وہ ہیں خدا تم چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لیے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھیرو۔ سو ایسے شخص کو اپنے درمیان سے جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اُس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کیے جاؤ گے اور جسمیں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

چاہیے کہ تمہارا دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی ملا رہے جسکے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اُسمیں پائی جاوے۔ لہٰذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسیکی نسبت کوئی شکایت سنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم کی بدچلنی اسمیں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا اور پھر وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکے گا۔

ابھی میں نے چند لوگوں کی شکایت سُنی تھی کہ وہ پنجوقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ٹھٹھے کی مجلسوں میں بیٹھتے اور ہنسی اور خوش طبعی اور فضول گوئی کا شغل رکھتے تھے اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیزگاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں اسلیے میں نے بلا توقف اُنکو یہاں سے نکال دیا ہے کہ تا دوسروں کو ٹھوکر کھانیکا موجب نہ ہوں۔ (باقیست)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۹ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو براہ بٹالہ گورداسپور تشریف لے گئے۔ آپ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ اچھی ہے۔ خاندان رسالت کے جمیع ممبر بھی تندرست ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور بدستور خدمت دین میں مصروف ہیں۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کی طبیعت کسیقدر ناساز رہی۔

۳۔ محلہ احمدیہ میں خصوصیت کے ساتھ ہر طرح سے امن و آرام ہے اور قصبہ میں بھی اب امن ہے۔

مقدمات

۶ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو مقدمہ خاکسار ایڈیٹر بنام کرم الدین و فقیر محمد پیش ہوا۔ جسمیں خاکسار ایڈیٹر کا بیان بحیثیت مستغیث ہوا۔

۹ مئی سنہ ۱۹۰۴ء تک ۷ استغاثے ۸ مئی پر بیان اور جرح فریق مخالف ہوتی رہی۔

۱۰ مئی کو حضرت اقدس کا مقدمہ ادر ملتوی ہوا۔ چنانچہ ۱۱ کو یہ مقدمہ پیش ہو کر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے گواہ استغاثہ کا بیان اور جرح شروع ہوئی۔ مستغیث کرم الدین نے مولوی محمد علی صاحب کو چھوڑنا چاہا تھا مگر دو گواہ قائم رہے اور ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ مئی کو ان کا بیان ہوتا رہا اور ابھی باقی ہے ۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو پھر مقدمہ پیش ہو کر آج ختم۔

۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو خاکسار ایڈیٹر بنام کرم الدین پیش ہو کر حافظ عبداللہ و مسیں قدسی کی شہادت ختم ہو گئے ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی اور دیگر گواہ بابو غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار ریٹائرڈ و داد خان کے متعلق اجرائے کمیشن کا سوال ۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو فیصل ہو کر ۳۰ مئی

حضرت اقدس ۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۴ء سے گورداسپور ہی میں ہیں۔ اس اثنا کے الہامات درج ذیل ہیں

۹ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

۱۔ کسی نے بیرون کا ایک پھیر چارپائی پر لاکر رکھدیا۔

۲۔ مثل الجنۃ التی وعد المتقون

۳۔ لنزیدنہ واحسنا مع حسنات

۱۰ مئی دخت کرام

معذرت

۵ مئی سنہ ۱۹۰۴ء سے خاکسار کو بغرض پیروی مقدمہ آنا پڑا ہے۔ درمیان میں صرف تین دن کی فرصت ہوئی تھی۔ جسمیں قادیان جاکر ۱۰ کا اخبار روانہ کیا گیا۔ ۱۲ مئی سے ۱۶ مئی تک میں پھر گورداسپور رہا ہوں۔ اسلئے ڈاکخانہ کے متعلق مضامین کا ورق شائع نہیں ہو سکا۔

بٹالہ ریلوے سٹیشن

ہم افسران محکمہ ریل کے شکرگذار ہیں کہ انہوں نے وقتاً فوقتاً ریلوے سٹیشن بٹالہ کے متعلق ہماری تحریروں پر توجہ فرمائی ہے۔ اس امید پر آج ہم ایک مختصر سا نوٹ ایک ضروری امر پر درج کرنا چاہتے ہیں اور آئندہ اگر ضرورت پڑی تو زیادہ تفصیل اور بسط سے اسپر لکھیں گے۔

بٹالہ کا سٹیشن بوجہ ایک تجارتی منڈی ہونے کا پٹھانکوٹ لائن پر سب سے بڑا سٹیشن ہے اور جسقدر کاروبار کی کثرت اس سٹیشن پر ہے ساری لائن کے دوسرے سٹیشنوں میں سے کسی پر نہیں ہے۔

لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ سٹیشن پر کافی سٹاف موجود نہیں۔

خصوصاً بکنگ کلرک کا نہ ہونا بہت تکلیف دہ امر ہے۔ اسوقت بکنگ کلرک کی ڈیوٹی بھی اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کو انجام دینی پڑتی ہے۔ محکمہ ریل میں پہلے ہی کثرت کار کی وجہ سے زمرہ ملازمین میں عام شکایت ہے۔ لیکن بٹالہ جیسے سٹیشن پر بکنگ کلرک کا نہ ہونا سخت تکلیف رسان امر ثابت ہو رہا ہے۔ لئے ہیں اور موجودہ ٹکٹ دینے والے کیلئے بھی۔ اسوقت اس لائن پر سواری کی جیسے گاڑیوں کی آمد و رفت ہے اس موقعہ پر ٹکٹ دینا اور اسباب بک کرنا یہ دونو کام ایک ہی شخص کو کرنے پڑتے ہیں جسکی وجہ سے نہ صرف اکثر آدمیوں کا ریل پر سوار ہو جانے سے رہ جانا ہی یقینی ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی اہم غلطی واقع ہو جاوے اگرچہ موجودہ اسسٹنٹ سٹیشن کی محنت اور ہمت سے ایسا واقعہ نہیں ہوا مگر احتمال تو ہو سکتا ہے۔ کسی صورت سے ایک آدمی بحالات موجودہ دو کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ اعلیٰ افسر اس ضرورت کو محسوس کرکے ایک الگ بکنگ کلرک بٹالہ کے لئے مقرر فرماوینگے۔ اس کے علاوہ ہم یہ بھی عرض کرنا ہے کہ عورتوں کے گذرنے اور درمیانہ درجے کے مسافروں کے گذرگاہ کے لئے بھی کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔

اور بھی بعض امور آلا اتھارٹیز کی توجہ کے قابل ہیں جو اس سٹیشن سے متعلق ہیں جنکو ہم بعد میں عندالضرورت عرض کرینگے۔

الہامات

سنہ ۱۹۰۴ء

گورداسپور میں ۱۵ مئی کو بعد دوپہر

(۱) انت معی وانا معک

۲۔ انی معک یا امام رفیع القدر

۳۔ رب اجزہ جزاء اوفی

۴۔ شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا

۵۔ انہ فعال لما یرید

۱۶ مئی صبح کو

انی معک و مع اھلک

کمثلک درّ لا یضاع

دھونی وغیرہ کا ثبوت حدیث شریف سے

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ صحابہ کا دستور تھا کہ ہر روز عود و حرابیہ گوگل و لوبان قسط وغیرہ جلاتے تھے۔ اہل اسلام نے اس عمل کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ حالانکہ اس سے بہت سے زہریلے امراض کا دفعیہ ہوتا رہتا ہے۔ مسجد میں بھی دھونی دیجاوے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز ایک دن کو تین بار عود کی دھونی دے لیتے تھے۔ ایسے ہی حدیث شریف میں ہے کہ راتوں کو پانی کے برتن ڈھک رکھو اگر ڈھکنا نہ ہو تو ایک لکڑی ہی بسم اللہ کہکر برتن پر رکھدو۔ اور ہر ایک کام کو بسم اللہ کہکر شروع کرو مگر آجکل ان باتوں پر عمل ترک کیا ہنسی اور تمسخر کیا جاتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا اتنو ہی حال ہے کہ جبسے دن ہی خوشبو وغیرہ نہیں لگاتی تو یہ بالکل پر جسقدر ایمان ہے اتنا قسم اللہ ...

جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ظہر کی نماز پڑھ کر تشریف لیجا رہے تھے کہ ایکا ایک ذہن مبارک طاعون کے علاج کی طرف منتقل ہوا اور الخبیثات للخبیثین کو مد نظر رکھ کر آپنے تجویز فرمایا کہ آتشک وغیرہ کے زہر کے لئے جو ادویہ سم الفار۔ دار چکنہ۔ رسکپور شنگرف وغیرہ مجال ہیں وہی طاعون میں استعمال کرکے تجربہ کیا جاوے۔ چنانچہ حکیم نورالدین صاحب کو آپنے ارشاد فرمایا کہ ان اشیاء کا جوہر نکالکر اور ترمیم کر گولیاں بنائی جاویں اور مریضوں پر تجربہ کیا جاوے۔

اور دوا کے اجزا اور ترکیب کو حکیم نورالدین صاحب کی رائے پر چھوڑ دیا گیا۔ یاد رہے کہ یہ نسخہ الہامی نہیں ہے۔ (البدر)

اعلان متعلق تعلیم الاسلام کالج قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

چونکہ بفضلہ و عونہ و کرمہ تعالیٰ یکم جون سنہ ۱۹۰۴ء سے انشاء اللہ تعالیٰ ایف۔ اے کی ہر دو کلاس یعنے فسٹ ییر و سکنڈ ییر کی جماعت بندی ہو کر تعلیم باضابطہ شروع ہو جاویگی۔ جسمیں ہر مذہب و ہر فرقہ کے طلبا تعلیم پاسکینگے۔ سردست ایک سال کیلئے ہر دو کلاس کے کسی طالب علم سے کوئی فیس نہیں لیجاویگی۔ انگریزی و ریاضی کے دو لازمی مضمون علاوہ دینیات و عربی و فارسی۔ فلاسفی و ہسٹری کی تعلیم کیلئے بھی انتظام کیا گیا ہے۔ لہذا جلد ایسے طلبا کو اس خاص رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ہیں جلدی کالج ہذا میں پہونچنے کی سعی کریں تاکہ توقف سے ہرج تعلیم نہ ہو۔ مسلمان طلباء کیلئے دینیات و عربی تعلیم کا ہونا ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جس کی خوبی کا ثانیہ کسی کالج میں میسر آنا مشکل ہے۔ برادران و احباب احمدیہ کی توجہ اس کار خیر کیطرف منعطف کرانیکے لئے چندان زیادہ قلم فرسائی کی حاجت نہیں کہ۔ ان کا فرض عین ہے چاہیئے کہ ایسی برکت مجسم نعمت غیر مترقبہ سے ایک بیش وافر حصہ لیکر حسنات دارین سے متمتع و مستفیض بہرہ اندوز ہوں۔

اللہ تعالیٰ کریم اور ہمکو ایسے کار سعادت میں ہاتھ بٹانیکی توفیق دیوے اور ہمکو توشہ عقبیٰ حاصل کرنیکا عین ذریعہ ہو۔ آمین ثم آمین۔

مولوی شیر علی بی۔ اے پرنسپل تعلیم الاسلام کالج قادیان

حضرت مسیح موعودؑ کی اچھوتی اور پرانی تحریریں

عیسائی مذہب پر نوٹ

گناہ کی مزدوری موت ہے۔ کا رد

۱۔ اگر موت ثمرہ گناہ ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملک صدق سالم گناہ سے معصوم ہے کیونکہ عیسائیوں نے مسلم ہے کہ وہ ازلی ابدی ہے

۲۔ اگر ملک صدق سالم گناہ سے معصوم ہے تو اسکی نجات کے لیے یسوع کی کچھ حاجت نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ملک صدق سالم جس کا ہے کا ولی طرح ہے جو حال میں کافرستان میں چھ سو برس کا زندہ بیان کیا جاتا ہے۔

۳۔ اگر زمین کی تمام چیزیں آدم کے سبب سے لعنتی ہیں تحقیق زمین کی تمام چیزیں ثمرات لعنت میں برابر اور یکساں کیوں نہ ہوئیں مثلاً توریت کی رو سے بعض جانور پاک ہیں اور بعض پلید اور نیز بعض جانور انکی عمر تھوڑی ہے جو تین چار سال تک مر جاتے ہیں اور بعض ہزار ہا سال تک زندہ رہتے ہیں بیان ہے کچھوا۔

۴۔ اگر جانداروں کی موت گناہ کے سبب ہے تو ثابت کرنا چاہیے کہ آدم بہشت میں گوشت نہیں کھاتا تھا اور نیز اجکل کی تحقیقات سے ثابت ہوگیا ہے کہ کوئی قطرہ پانی کا جاندار کیڑوں سے خالی نہیں بلکہ ہر ایک قطرہ میں پانچ ہزار کے قریب کیڑے ہوتے ہیں پس ثابت کرنا چاہیے کہ وہ پانی جو آدم پیتا تھا انمیں کیڑے نہیں تھے ۔ پھر یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ ہر ایک پھل میں کیڑے ہیں پس ثابت کرنا چاہیے کہ وہ پھل جو آدم کھاتا تھا انمیں کیڑے نہیں تھے یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ مردار کی منی میں بھی کیڑے ہیں جو علقہ بننے سے پہلے ہی مرجاتے ہیں پس ثابت کرنا چاہیے کہ آدم کی منی میں کیڑے نہیں تھے۔

۵۔ آجکل کی نئی تحقیقاتوں سے یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ عمر دنیا کی صرف چھ سات ہزار برس ہے بلکہ لاکھوں برس سے دنیا چلی آتی ہے اور ایسے لوگ بھی پائے گئے ہیں جو ہزار ہا برس پہلے آدم کے مر چکے تھے پس اس سے ثابت ہے کہ آدم سے پہلے بھی لوگ مرتے تھے۔

۶۔ آدم اگر گناہ نہ کرتا تب بھی دائمی طور پر زندہ رہنا اسکے جسم کی بناوٹ میں داخل نہ تھی اور اگر کہو کہ وہ خدا جو جانتا تھا کہ یہ گناہ کریگا اُس نے اُسکا جسم مرنے والا بنایا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ عدل کے بعید ہے کہ گناہ تو جبکہ

شبہ اور گناہ کا نتیجہ موجود رہے۔

حقائق و معارف

خدا نے جو انسان کو بنایا اور اسکے لیے شریعت اور مقصود اور قوانین مقرر کیے تو اس سے یہ غرض نہیں کہ انسان کو نجات حاصل ہو بلکہ انسان تو **عبادت ابدی** کے لیے پیدا کیا گیا ہے سو اسکے تدین سے یہی غرض تعبد ہر گز ہے ہاں اس غرض کا نتیجہ ضروریہ **نجات** ہے جس کا حصول اصل مقصود کے حصول پر موقوف ہے

اور

شریعت اور احکام سے یہ غرض بھی نہیں کہ انسان گناہوں سے پاک ہو کیونکہ گناہوں سے پاک ہونا بھی اصل مقصود کا ایک نتیجہ لازمی ہے سو جب انسان تعبد اور اطاعت کا طریق اختیار کرتا ہے تو بالضرور **گناہ سے دور رہ کر پاک ہو جاتا ہے** ۔ اور جب گناہ سے پاک ہو جاتا ہے تو گناہ کے پھلوں سے نجات پاتا ہے سو طریق نجات یہ ہے کہ صدق اور ثبات کے ساتھ اس مبدء الانوار کے سامنے کھڑا ہونا چاہیے جہاں سے نور کی کرنیں اترتی ہیں اور وہ کھڑا ہونا دوسرے لفظوں میں **استقامت** کے نام سے موسوم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فاستقم کما امرت** اور کچھ شک نہیں کہ جو شخص اس مبدء الانوار کے سامنے کھڑا ہوگا اسپر نور کی کرنیں پڑینگی اور نور کے اُترنے سے وہ ظلمت دور ہوگی جسکو **گناہ** سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی ظلمت بغیر نور کے اترنے کے دور نہیں ہو سکتی اور خدا تعالیٰ نور کو ذرہ نا کو جس سے پیدے ظلمت کی ظلمت کو دور کرے ۔ نور کے سامنے ظلمت نہیں ٹھہر سکتی ۔ لیکن اگر یہ سوال ہو کہ کس وقت انسان کو کہا جائے گا کہ مبدء الانوار کے سامنے کھڑا ہوگیا اس کا جواب یہ ہے کہ صرف اُسوقت کہا جائے گا کہ جب اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں حق کی طرف آجائے اور سچائی سے پیار کرنے لگے ۔ اور گناہ اسکو پیارا معلوم نہ ہو بلکہ نہایت کراہت کی نظر سے اسکو دیکھے اور اس دشمن سے مخلصی پانے کے لیے خدا سے مدد چاہے تب خدا ئے رحمن و رحیم اسکی مدد کرتا ہے ۔ اور اپنی طرف سے نور نازل کرکے اسکو اس ظلمت سے نجات بخشتا ہے ۔ اور یہ دعا ہمیں تعلیم کی گئی ہے کہ اے رب **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** یعنی ہم اس لیے تجھ سے اعانت چاہتے ہیں کہ ہمیں اس راہ پر کھڑا کر جہاں تیرے انعام کی کرنیں اترتی ہیں

قرآن شریف میں جو بدکاریوں کے لیے ایسی آیات ہیں اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر گناہ اور بدکاریوں سے نفرت تھی**

لیکن یسوع کے کلام سے ایسی نفرت ظاہر نہیں ہوتی بلکہ ایک سنگسار ہونے کے لائق عورت کو سنگسار کرنے سے بھی روک دیا۔

جب کہ تجربہ بدی اپنے اندر یہ تاثیر رکھتی ہے کہ اس کا مرتکب بغیر کسی اور وجہ کے ہمیشہ کے جہنم میں جاتا ہے تو اس صورت میں قانون قدرت کا اعتدال اجازت کو چاہتا ہے کہ نیکی بھی کوئی **ذاتی تاثیر** اس قوت کے ساتھ اپنے اندر رکھے سو اس صورت میں ماننا پڑتا ہے کہ جیسا کہ بدی میں یہ ذاتی تاثیر ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے واصل جہنم کرتی ہے ایسا ہی نیکی میں بھی ایک ذاتی تاثیر ہے کہ وہ بہشت میں پہونچاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب ہوتی ہے اور پہلی کتابوں کی اسپر شہادتیں موجود ہیں جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ ابراہیم اور اسکی نسل کو جو برکتیں ملیں وہ درحقیقت ابراہیم کی اس نیکی کی پاداش تھیں جو خدا تعالیٰ کے سامنے اس سے ظہور میں آئی کیونکہ اس نے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کا ارادہ کرکے اپنے خاندان کو خدا کے لیے کاٹنا چاہا اور اپنے تئیں کثرت نسل کی برکت سے محروم کرنا چاہا سو خدا تعالیٰ نے قسم کھاکر اس سے وعدہ کیا کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا ۔ سو یہ برکت دینا اس عمل کا پاداش تھا جو اس نے اپنے لیے نیستی اختیار کی جیسا کہ اس کریم و رحیم نے ایک موقعہ عمل پر اس **عاجز** کو مخاطب کرکے فرمایا

میں تجھے بہت برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

سو میں اس عمل کو خوب جانتا ہوں کہ خدا نے کیوں مجھے کہا کہ میں تجھے اس قدر برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت رحیم و کریم ہے جو شخص اُسکے لیے کچھ کھوتا ہے وہ پالیتا ہے جو شخص اُسکے لیے کچھ نقصان اختیار کرتا ہے اُسکو برکت دیجاتی ہے۔

ابراہیم نے اُسکے لیے اپنے تئیں آگ میں ڈالا ۔ اور بیٹے کو قربان کیا یعنی اپنے بیٹے کو ذبح کرنا چاہا سو خدا نے اُسکی اولاد میں افزایش کی +

یہ اصول یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب انسان شیطان کی حکومت میں آ کے یعنی بدی کرکے ہمیشہ جہنم پاتا ہے تو یہ بات سراسر عدل کے خلاف ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت اپنے سر پر لیکر یعنی بعوض نیکی کرکے جہنم سے نجات نہ پاوے سو خدا تعالیٰ کا عدل ہرگز پورا نہیں ہو سکتا جب تک نیکی کا وہ پاداش نہ ہو جو بدی کا پاداش ہے ۔ یعنی جب تک نیکی بدی کے پاداش کو دور نہ کرے تب تک عدل قائم نہیں ہو سکتا اسی عدل کو پورا کرنے کے لیے قرآن شریف میں وارد ہے ان الحسنات یذھبن السیئات +

خطبہ

ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے اس لیے کہ اسکو غالب کردے تمام ادیان پر ۔ یہ کہو کہ حق اور ہدایت تمام دینوں پر غالب ہو کر رہے گی۔

اس آیت شریفہ کے متعلق چند باتیں بڑے ذوق اور لذت سے بیان کرنی چاہتا ہوں۔

اس بات پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ آیت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت کے متعلق ہے کیونکہ تمام مفسر بالاتفاق اس بات کو تسلیم کرچکے ہیں کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرکے دکھلائے گا۔

اس میں کوئی کلام نہیں اور یہ بالکل صحیح اور حق ہے کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک وجود دنیا میں آیا اسی وقت سے باطل پر ایک کاری ضرب رکھا گیا اور باطل اور اسکی ذریت کی شکست کی بنیاد اُسی دن سے رکھی گئی ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک وقت مقدر تھا کہ جب الباطل کو ایسی خطرناک اور فیصلہ کن شکست ہو کہ پھر یہ سانپ اپنا ڈنک نہ چلا سکے ۔ سو وہ وقت خدا کے فضل و کرم سے آگیا ہے اور ہم نے اسکو پایا ہے۔

اس وقت جو شخص حالات زمانہ پر نظر کرے

اور اسلام اور مختلف مذاہب کے جنگ کے نظارہ کو دیکھ رہا ہے اور نیز یہ بھی علم ہو کہ حضرت مسیح موعود نے اس میدان جنگ میں کیا کیا ہے وہ چیخکر کہہ اٹھیگا کہ فی الحقیقت یہی شخص اس آیت کا مصداق ہے۔ لیکن چونکہ اکثر لوگوں نے اس سوال پر غور نہیں کی اور ان کو معلوم نہیں کہ خدا کے مسیح نے کیا کیا ہے؟ اس لیے وہ نہیں سمجھ سکتے کہ سچے معنوں میں **لیظہرہ علی الدین کلہ** ہوا یا نہیں۔

ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں ایک تنقیح طلب ہے ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اس آیت کے کھلے منشا کے موافق اسلام کو غالب کر دکھایا ہے اس دعوے کے لیے دو باتیں دیکھنے کے قابل ہیں اول یہ کہ اگر یہی شخص اس میدان کا مبارز ہے تو ضرور ہے کہ اسکی تائید کے لیے عجیب سامان بہم پہونچائے جاویں دوم باطل کی تردید کا کافی سامان اور جوش ہو۔

اب ان میں سے پہلی بات کہ احقاق حق اور ابطال باطل کے سامان بہم پہونچانا اسکے متعلق ہر شخص اقرار کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں وہ کس وسعت اور کمال کے ساتھ میسر آرہے ہیں۔

چھاپہ خانوں کے ذریعہ سے ہر قسم کی مذہبی کتابیں شائع ہو رہی ہیں ڈاکخانوں ریلوں اور جہازوں کے ذریعہ کل دنیا ایک شہر کے حکم میں ہو گئی ہے اور تار برقی کے ذریعہ کل نفوس کو ملا دیا گیا ہے۔ سلطنت کے امن اور آزادی کیوجہ سے ہر اہل مذہب کو اپنے مذہب کی اشاعت اور ترویج کے لیے ایک جوش پیدا ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت مسیح موعود اس وقت الہام الٰہی سے مامور ہو کر یہ دعویٰ نہ بھی کرتے تب بھی عقلی طور پر زمانہ کی ضرورت اس امر کی داعی تھی کہ یہ وقت کم از کم اس امر کے لیے مقدر ہے کہ اسلام غالب ہو اور اسکی اشاعت دنیا کے کونوں تک پہونچائی جاوے۔ ورنہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ آئے دن کی ایجادیں اور اشاعت دین کے ذریعہ جو پیدا ہو رہے ہیں کیا لغو ہیں؟ ایک مومن تو کبھی نہیں کہہ سکتا وہ تو انشراح دل سے کہیگا۔

ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔

پھر حضرت مسیح موعود کی سچائی پر یہ ایک زبردست عملی دلیل ہے کہ ایک طرف وہ مامور ہونے کا مدعی ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اسلام کو ملل باطلہ پر غالب کرنے کے لیے آیا ہوں دوسری طرف کل ملل برہنہ ہو کر میدان میں آجاتے ہیں اور ہر ایک مذاہب ان میں سے **تبلیغی مذہب** بنا چاہتا ہے اور ہر مذہب کا پیرو کوشش کرتا ہے کہ اسے دوسروں تک پہونچائے اور دوسرے کو اسمیں داخل کرے۔ پہانتک کہ ہندو

جو اپنے سے مرتد ہونے والوں کو بھی ملا نہیں سکتے تھے وہ بھی اسی زمانہ میں اس درجہ تک پہونچ گئے کہ آریہ سماج کے رنگ میں نہ صرف تبدیل مذہب کرنے والوں کو واپس لینے لگے بلکہ غیر مذہب والوں کے لیے بھی انھوں نے دامن پھیلا دیا۔

عیسائی مذہب جسکے بانی کی تبلیغ اور دعوت صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں تک محدود تھی وہ روے زمین پر پھیل کر سب کو عیسائی بنانے کے لیے ہر ایک قسم کی تدابیر کو عمل میں لانے لگا۔ اس کے سوا بہت سے وہ مذاہب جن کا صرف نام سنتے تھے اور معلوم بھی نہ تھا کہ ان کے عقاید کیا ہیں وہ کھلے طور پر میدان میں اُترے اور دعوت کرنے لگے ہیں۔ ایسی حالت اور ضرورت میں کوئی ہمیں سمجھاوے کہ اگر قرآن شریف کی اس آیت شریفہ کی تکمیل کا وقت نہیں آگیا تو یہ اسباب کیوں پیدا ہوئے ہیں اور مذاہب کی رزمگاہ کیوں قائم ہو رہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ تمام دلائل اور ثبوت چھوڑ دو۔ تھوڑی دیر کے لیے اس عملی دلیل پر غور کرو۔ کل مذاہب کا ظاہر ہو جانا اور پھر ہر ایک مذہب کا تبلیغی مذہب بن جانا اور اشاعت مذاہب کے اسباب اور ذرائع کا پیدا ہو جانا صاف بتاتا ہے کہ اس رزمگاہ مذاہب میں ایک عالمگیر کشتی مذاہب کی ہو کر اسلام کا غلبہ پانا مقدر ہے اور یہی وہ وقت ہے

غرض

ان اسباب اور ذرائع کا پیدا ہو جانا بالخصوص ایسے مدعی کے وقت میں جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اسلام کو غالب کرنے کے لیے آیا ہوں اسکی سچائی کا زبردست **نشان ہے۔**

اب ہمکو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس مدعی نے اسلام کو غالب کرنے کا کیا طریق اختیار کیا ہے اور وہ کیا خاص حربہ ہے جو اسے دیا گیا ہے

یاد رکھو

کہ سب سے بڑھکر اہم اور ضروری مسئلہ ذات باریتعالیٰ کا ہے اسکے متعلق کل قوموں کے عقاید اسوقت نہایت تاریکی کی حالت میں تھے۔ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے آکر یہ دعویٰ کیا کہ خدا کی مجید کتاب کا یہ دعویٰ کہ **لا الہ الا ھو الحی القیوم** سچا دعویٰ ہے۔ اور بجز اسلام کے اور کسی مذہب کو طاقت نہیں کہ اس دعوے کو ثابت کر سکے دعویٰ کرنا الگ امر ہے لیکن اس کا تازہ بتازہ ثبوت مشکل۔ ممکن ہے کہ کسی مذہب نے کہا ہو کہ بیشک خدا حیّ و قیوم ہے لیکن اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ کہ وہ کلام کرنے والا ہے اور اسوقت کی تدبیر اور تصرف کرنے والا ہے وہ اپنے ارادوں اور امر کن کے ساتھ ہر چیز پر متصرف ہے گویا

رنگ میں بالکل مٹ چکا تھا کوئی کوئی پیشین[؟] متصوفی۔ شیخ اور اس سے بڑھ کر آریہ عیسائی برہمو وغیرہ میں سے کوئی بھی اس قابل نہ تھا اور نہ ہے کہ کسی نے کوئی ثبوت ان امور کا دیا ہو اور نہ کوئی کوشش کرتا ہے کہ ثبوت دے کہ واقعی اللہ تعالیٰ حیّ و قیوم ہے۔ بولنے والا۔ متصرف مقتدر اور زندہ خدا ہے لیکن اس مسئلہ کے متعلق مذہب کی عالمگیر جنگ میں صرف صرف خدا کے مسیح نے ثبوت دیا کہ واقعی اللہ تعالیٰ **حی و قیوم** ہے وہ اب بھی ویسا ہی متکلم متصرف اور مقتدر خدا ہے جیسا آدم ابراہیم موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔ وہ کن فیکون کا مالک اور مدبر اسی طرح ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ اور جس طرح پر اُس نے اپنی **قدرت نمائی** کے لیے اپنے بندوں کو نشانات دیے جنسے اُس کا تصرف تام اور تدبیر تام کا ثبوت ملتا ہے آج بھی ویسے ہی نشان ضرورت زمانہ کے موافق دکھا رہا ہے۔ اُس نے مجھے مخاطب کیا اور اپنے کلام کا شرف بخشا۔ اور جسطرح پر موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں نوح اور ابراہیم آدم و عیسیٰ علیہم السلام کے وقت اپنی قدرت نمائی کا ثبوت دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اپنے کھلے کھلے تصرف دکھلائے تھے

آج بھی وہی خدا جلوہ گر ہوا ہے

اور مجھے اُس نے بھیجا ہے کہ تا پھر دنیا کو یہ نعمت بخشوں اور وہ خوارق دکھاؤں جو اُس کی الوہیت اور اقتدار کے ثبوت کے لیے ضروری ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ یہ

قوت اعجاز نمائی کی صرف اسلام کو دی گئی ہے اگر کوئی اور شخص بھی اسلام[؟] کو ثابت کر سکتا ہے تو وہ آوے اور میدان **خوارق** میں میرا مقابلہ کرے۔ یہ دعویٰ چھوٹا سا دعویٰ نہیں اور ہر ایک شخص اسکے پیش کرنے کی اس زمانہ میں جرات نہیں کر سکتا جب تک وہ فی الحقیقت متصرف۔ کن فیکون کا مالک خدا اسکی زبان سے نہ بول رہا ہو۔ یہ زمانہ علوم سائنس کا زمانہ ہے اس زمانہ میں کوئی دعویٰ کرنا آسان امر نہیں ہے مگر دنیا جانتی ہے اور وہ اسکی شہادت کو ہرگز چھپا نہیں سکتی کہ خدا کے مسیح نے یہ دعویٰ کیا اور چار دانگ عالم میں اس دعوے کو پھیلا دیا اور نہ صرف پھیلایا بلکہ اپنی لائف میں ان دعووں کا زبردست ثبوت پیش کر دیا۔ کیونکہ وہ تائیدات اور نصرتیں جو آپ کی ہوئی ہیں اور **ینصرک اللہ فی مواطن** کا جو ثبوت عام طور پر دیا گیا ہے ایک تخم سے تخم دشمن کی فطرت بھی اسکے تسلیم کرنے پر اسے مجبور کر دے گی گویہ جدا امر ہے کہ فطرتی

عناد اسکو اظہار سے روک دے

غرض

سب سے پہلی غلطی جو اللہ تعالیٰ کی ہستی کے اعتقاد کے متعلق دنیا میں پھیلی ہوئی تھی اسے اس مرد میدان نے دنیا پر واضح کیا۔ اور بتایا کہ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جو حقیقی خدا کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ دوسرے مذاہب کو یہ حوصلہ اور ہمت نہیں ہوئی کہ وہ اس امر پر اس کے مقابلہ کے لیے میدان میں آتے۔ اور یہ ثابت کر دکھاتے کہ جس مذہب کو انھوں نے قبول کیا ہے اس میں زندگی کی روح ہے۔ یہ حقیقت اور امر واقعی ہے اور کوئی اسکو اب پوشیدہ نہیں کر سکتا۔ دنیا نے خدا کو معطل ایک پتھر سمجھ رکھا تھا اور ایک مردہ ہستی اعتقاد کیا ہوا تھا مگر مبارکی اور صلوٰۃ ہو خدا تعالیٰ کی اس برگزیدہ بندہ کو کہ اس نے آکر اس مسئلہ میں جان ڈالدی۔ اور وہ خدا جو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ اور غائب ہو چکا تھا آپ کس نے نقاب اُٹھا دیا اور ایک عالم کو دکھایا!

واللہ در من قال

آں خدائے کہ از واہل جہاں بے خبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

اسی لیے یہ کہنا کہ اسے آکر **خدا کو زندہ کیا ہے** مبالغہ نہیں جو لوگ اس امر سے ناواقف ہوتے ہیں اور روحانی کیفیات سے کوئی بہرہ نہیں رکھتے وہ جب حضرت مسیح موعود کے اس قسم کے الہام سنتے ہیں کہ **انت منی وانا منک** تو جھٹ اعتراض کرتے ہیں اور خود تکلیف اُٹھا کر اس پر غور و فکر کرنا نہیں چاہتے۔ اس قسم کے مکالمات اور مخاطبات کی یہی کیفیت ہے۔ چونکہ لوگ خدا تعالیٰ سے دور اور مہجور ہو گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک نقاب اور پردہ پڑ گیا ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے ماموروں کے آنے سے اُٹھتا ہے اور اسکے **خدا نما** وجود میں خدا کا چہرہ نظر آتا ہے اسکے استعارہ کے طور پر خدا تعالیٰ اس سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ مظہر اللہ کہلاتا ہے اسی رنگ میں اللہ تعالیٰ نے آج بھی اپنے برگزیدہ کو کہا کہ **انت منی وانا منک**۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر اس وقت یہ مبارک وجود دنیا میں نہ آتا۔ تو خدا تعالیٰ کو ایک لاشئے محض قرار دیا گیا تھا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ خدا اس سے زیادہ ایک قوم کے نزدیک نہیں مانا گیا تھا کہ وہ ذرات عالم یا ارواح اور ان کے خواص کا پیدا کرنے والا نہیں اور ارواح اور ذرات اپنے قیام و بقا میں اسکے محتاج نہیں۔ کیا یہ سچ نہیں؟ کہ اسی قوم نے یہ تسلیم کر لیا تھا کہ وہ نجات جاودانی کسیکو نہیں دے سکتا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ عیسائیوں نے ایک آدمزاد کو خدا بنا رکھا تھا جس کی ساری زندگی نامرادیوں ناکامیوں اور

نمونہ آتشا میوں کا کامل نمونہ تھی؟ کیا یہ سچ نہیں کہ پتھر اور درخت اور جانور خدا بنائے گئے اور پوجے جاتے ہیں پھر جب یہ حال ہو ایسی صورت میں انصاف سے کہو کہ حقیقی خدا کا چہرہ کہاں نظر آتا تھا؟ دیکھو! تعصب اور ضد کو چھوڑ دو صاف طور پر عام حالت کا اندازہ کرکے بتاؤ تمہیں اعتراف کرنا پڑے گا کہ حقیقی خدا کا چہرہ چھپا ہوا تھا اور دنیا بھول چکی تھی کہ کوئی خدا بھی ہوتا ہے پھر ایسی حالت میں جسنے اگر اس نقاب کو دور کرکے حقیقی خدا کا چہرہ دکھایا کیا اسکے لیے یہ کہنا کہ انت منی و انا منک کوئی بیجا بات ہے؟ ایت

حکیم الامت کا دوسرا وعظ

جلتہ الوداع کی تقریر پر

پھر الضالّین کی تفسیر بیان فرمائی کہ یہ لوگ کون ہوتے ہیں؟ سورۃ فاتحہ میں جو دعا تعلیم کی تھی اس میں ضالین کی راہ سے بچنے کی دعا تھی اور یہاں ان لوگوں کے حالات بتائے کہ وہ کون ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنکا ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور ہوتا ہے انکی نسبت فرمایا اولٰئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدٰی فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین۔ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو مول لیلیا ہے پس انکی تجارت انکے لیے سود مند تو نہ ہوگی اور وہ کب بامراد ہو سکتے تھے۔

ان لوگوں کی پہلی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ زبان سے تو ایمان باللہ اور یوم الآخر کی لاف وگزاف مارتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا فیصلہ انکے حق میں یہ ہے وما ھم بمومنین اس سے ایک حقیقت کا پتہ لگتا ہے کہ انسان اپنے منہ سے اپنے لیے خواہ کوئی نام تجویز کرلے اس نام کی کوئی حقیقت پیدا نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر کوئی مبارک نام نہ ہو۔ اور یہ امر اسوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ انسان اپنے ایمان کے موافق اعمال بنانے کی کوشش کرے ایمان جب تک اعمال کے ساتھ مطابقت نہ رکھتا کوئی سودمند نہیں ٹھیر سکتا۔ اور اگر زا ایمان رکھکر انسان اعمال اسکے موافق بنانے کی کوشش نہ کرے تو اس سے مرض نفاق پیدا ہوتا ہے جس کا اثر آخر یہاں تک ہو جاتا ہے کہ نہ قوت فیصلہ باقی رہتی ہے ورنہ تاب مقابلہ ان لوگوں کے دوسرے آثار اور علامات میں سے بیان کیا کہ وہ مفسد فی الارض ہوتے ہیں اور جب

انکو کہا جاتا ہے کہ تم فساد نہ کرو۔ تو وہ اپنے آپ کو مصلح بتاتے ہیں حالانکہ وہ بڑے بھاری مفسد ہوتے ہیں۔

اسطرح پر الضالّین کی ایک تفسیر ختم کردینے کے بعد پھر اس سورہ میں فرمانبرداری کی راہوں کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ فرمانبرداری اختیار کرنا انسان کی اصل غرض اور مقصد ہے اور یہ بتایا ہے کہ حقیقی راحت اور سکھ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ہے۔ اور فرمانبرداری کے راہوں کے بیان کرنے میں قرآن کریم کا ذکر فرمایا جس سے یہ مراد اور منشا ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ اور اسکی ہدایتوں پر عمل کرو۔ پھر اس بات کی دلیل پیش کی ہے کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور ایک زبردست تحدی کی ہے کہ اگر کسی کو اسکے منزل من اللہ ہونے میں شک ہو تو وہ اس کی نظیر لاوے۔ پھر منعم علیہم قوم میں سے آدم علیہ السلام ابو البشر کا ذکر کیا اور بتایا کہ راست بازوں کے ساتھ شریروں اور فساد کرنیوالوں کی ہمیشہ سے جنگ ہوتی چلی آئی ہے اور آخر خدا کے برگزیدے کامیاب ہو جاتے ہیں پھر مغضوب اور الضال کا ذکر کیا ہے۔ بالآخر ابو الملۃ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر فرمایا اور انکی فرمانبرداری کو بطور نمونہ پیش کیا کہ اس کی راہ اختیار کرکے انسان برگزیدہ ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فیوض و برکات کو حاصل کرلیتا ہے۔ پھر نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ کی تاکید اور اسی سورہ شریف میں عبادت کے طریق سکھائے ہیں پھر آخر میں یہ دعا سکھائی ہے

وانصرنا علی القوم الکفرین

یہ نہایت مختصر سا خلاصہ ہے سورہ فاتحہ کا جو اس سورہ بقرہ میں موجود ہے۔ اسکی تفصیل اور تفسیر کے لیے تو بہت وقت چاہیے۔ مگر میں نہایت مختصر طریق پر صرف پہلے ہی رکوع پر کچھ سناؤں گا۔ چنانچہ اسمیں مولیٰ کریم فرماتا ہے الم ذلک الکتب لاریب فیہ ھدی للمتقین میں اللہ بہت جاننے والا ہوں اسکی جانب سے یہ ہدایت نامہ ملتا ہے جسپر چلکر انسان روحانی آرام اور سچے عقاید اور جسمانی راحتیں حاصل کرسکتا ہے۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ قرآن شریف کا نام اللہ تعالیٰ نے شفا رکھا ہے اور اسکے ماننے والوں کا نام متقی رکھا ہے اور پھر فرمایا ہے۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین جمیعا

یعنی جو لوگ ماننے والے ہوتے ہیں وہ معزز ہوتے ہیں۔ ماننے والے سے مراد یہ ہے جو اسپر عملدرآمد کرتے ہیں یہ خیالی اور فرضیات نہیں ہے تاریخ اور واقعات صحیحہ اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ جس قوم نے قرآن کو

اپنا دستور العمل بنایا وہ دنیا میں معزز و ممتاز بنائی گئی۔

کون ہے جو اس بات سے ناواقف ہے کہ عربوں کی قوم تاریخ دنیا میں اپنا کوئی مقام و مرتبہ رکھتی تھی وہ بالکل دنیا سے الگ تھلگ قوم تھی لیکن جب وہ قرآن کی حکومت کے نیچے آئی تو وہ کل دنیا کی فاتح کہلائی۔ علوم کے دروازے اُن پر کھولے گئے۔ پھر ایسی زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے اس صداقت کا انکار کرنا سراسر غلطی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آجکل مسلمانوں کے تنزل و ادبار کے اسباب پر بڑی بحثیں ہوتی ہیں اور وہ لوگ جو قوم کے ریفارمر یا لیڈر کہلاتے ہیں اس مضمون پر بڑی طبع آزمائیاں کرتے ہیں لیکچر دیتے ہیں آرٹیکل لکھتے ہیں مگر مجھے افسوس ہے کہ وہ بہت دور ہیں۔ انکے نزدیک مسلمانوں کے ادبار کا باعث یورپ کے علوم کا حاصل نہ کرنا ہے اور ترقی کا ذریعہ انھیں علوم کا حاصل کرنا ہو سکتا ہے حالانکہ قرآن شریف یہ کہتا ہے کہ قرآن پر ایمان لانے والے اور عملدرآمد کرنے والے معزز ہو سکتے ہیں۔

بلکہ

میرا تو ایمان ہے کہ جب انسان کامل طور پر قرآن کی حکومت کے نیچے آجاتا ہے تو وہ حکومت اسکو خود حکمراں بنا دیتی ہے اور دوسروں پر حکومت کرنیکی قابلیت عطا کرتی ہے جیسا کہ اولٰئک ھم المفلحون سے پایا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ جو بہت جاننے والا ہوں یہ ہدایت نامہ دیتا ہوں جس میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں اور تحقیر کا کوئی موقع نہیں ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ قرآن سے فائدہ اُٹھانیوالا انسان تقوی شعار متقی ہو۔

ابتدا ہی میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کو اُن لوگوں کے لیے ہدایت نامہ قرار دیا ہے جو متقی ہیں۔ دوسرے مقام پر علوم قرآنی کی تحصیل کی راہ بھی تقویٰ ہی قرار دیا ہے جیسے فرمایا واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ یعنی تقویٰ اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہارا معلم ہو جاوے گا

تقوی کے پاک نتائج بڑے عظیم الشان ہوتے ہیں ان میں سے ایک تو وہ ہے جو میں نے ابھی بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اسکا معلم ہو جاتا ہے اور قرآنی علوم اُسپر کھلنے لگتے ہیں پھر تقویٰ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے جیسے فرمایا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ بیشک اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی ہوتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو محسن ہوتے ہیں۔ احسان کی تعریف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ تو خدا کو دیکھتا ہو اگر یہ نہ ہو تو کم از کم یہ کہ وہ ایمان رکھتا ہو کہ اللہ اسکو دیکھتا ہے پھر یہ بھی تقویٰ کا

ہی کے نتائج اور ثمرات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے متقی کو نجات دیتا ہے اور اسکو من حیث لا یحتسب رزق دیتا ہے متقی اللہ کا محبوب ہوتا ہے یحب المتقین غرض تقوی پر ساری بنا ہے پھر فرمایا کہ متقی کون ہوتے ہیں انکی پہلی نشانی یہ ہے یؤمنون بالغیب وہ الغیب پر ایمان لاتے ہیں خلوت اور جلوت برابر مومن رہتے ہیں ایک شخص کا مسجد میں اپنے ہمعصروں اور ملنے والوں کے سامنے ایماندار ہونا سہل ہے لیکن خلوت میں جہاں اسے کوئی نہیں دیکھتا بجز اللہ تعالیٰ کے اس کا مومن رہنا ایک امر اہم ہے لیکن متقی خلوت اور جلوت میں برابر مومن رہتے ہیں اسی بنا پر کسی نے کہا ہے

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند
واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

پھر ایمان بالغیب میں بہت سی باتیں ہیں جنکو ماننا چاہیے۔ اصل میں ثواب کے حاصل کرنے کے لیے ایمان بالغیب ضروری شے ہے اگر کوئی شخص مثلاً آفتاب و ماہتاب پر ایمان لاوے تو تم ہی بتاؤ کہ یہ ایمان اسکو کس ثواب کا مستحق اور وارث بنائے گا؟ کسی کا بھی نہیں۔ لیکن جن چیزوں کو اسنے دیکھا نہیں ہے صرف قرائن قویہ کی بنا پر ان کو مان لینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں آئی ہیں ایمان بالغیب ہے جو سودمند اور مفید ہے۔

پھر فرمایا کہ جب انسان ایمان لاتا ہے تو اس کا اثر اسکے جوارح پر بھی پڑنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کے لیے تعظیم لامر اللہ کا لحاظ ہو اسلیے فرمایا ویقیمون الصلوۃ یعنی متقی وہ لوگ ہوتے ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔ کیونکہ نماز اللہ کے حضور حاضر ہونے کا موقعہ ہے مومن کو چاہیے کہ نماز کو اسی طرح پر یقین کرے ابتداء نماز سے جب اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے اور کانوں پر ہاتھ رکھتا ہے تو گویا دنیا اور اسکی مشغولیوں سے الگ ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی سے سروکار رکھتا ہے پھر اپنے مطالب و مقاصد بیان کرے۔ نماز میں قیام۔ رکوع سجدہ اور سجدہ سے اٹھکر پھر دوسرے سجدہ میں اپنے مطالب بیان کرسکتا ہے پھر التحیات میں صلوۃ اور درود کے بعد دعا مانگ سکتا ہے۔

گویا یہ سات موقعے دعا کے نماز میں رکھے ہیں۔

(باقی ہے)

موجودہ اہل اسلام کی روحانی حالت

نمبر (۲)

دوسرا دشمن عیسائی پادریصاحبان ہیں۔ ایک زمانہ اس قوم پر ایسا گذرا ہے کہ یہ لوگ منکسر المزاج رحمدل اور خدا ترس تھے بعض مسلمان تو کچھ کچھ روحانی کمالات بھی رکھتے تھے۔ اسوجہ سے یہودیوں کی نسبت عیسائی ہی عرب میں اہل اسلام کے دوست نظر آئے لیکن جب اللہ نے مسلمانوں کو فتحیابی کے میدان میں سربلند کیا اور عیسائیوں کے ممالک یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضے میں آنے لگے تو جیسا مفتوح قوم کو اپنی فاتح قوم سے نفرت و عداوت ہوتی ہے اس قوم کو بھی مسلمانوں سے عداوت ہوئی وہ عداوت اس درجہ پر ترقی کر گئی کہ کوئی جھوٹ ایسا نہیں ہے جسکو اس قوم کے پادریوں نے دین اسلام کے بدنام کرنے کیلئے اختیار کیا ہو۔ قرآن کریم کا ترجمہ غلط کیا۔ حالیہ جھوٹ کے بھرا ہوا جز نایا۔ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں از سرتاپا جھوٹی مسائل مشہور کئیں غرض اس قوم نے اسلام کی روز افزون ترقی کے روکنے کیلئے ان ہی باجی طریقوں کو اختیار کیا۔ پادریوں نے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ نفرت و عداوت کا عام طور سے بویا کہ وہ نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتا ہوا چلا آتا ہے اسوقت یورپ والوں کے دلوں میں اسلام کی انتہا درجہ کی نفرت اور عداوت ہے اور اس کے بانی بھی پادری لوگ ہیں۔ جب یورپ میں علم کی روشنی پھیلی اور اللہ تعالے نے اس قوم کو اقبال مند بنایا اور دولت میں بھاری ترقی ہوتی چلی تو پادری صاحبوں نے سوسائٹیاں قائم کیں اپنے ہم وطنوں سے چندہ طلب کرنا شروع کیا۔ علمی روشنی نے اتفاقی قوت کو پیدا کر دیا تھا۔ دولت کی زیادہ سے زیادہ ہونے کی وجہ سے چندہ جمع ہو گیا۔ پھر کیا تھا پادری لوگ ٹول ٹول مشاہرہ لیکر غیر ممالک میں دین عیسوی پھیلانے کیلئے مقرر ہونے لگے۔ یورپ اور امریکہ کی قوموں میں مذہبی جوش کا مادہ کچھ زیادہ ہے کیونکہ چندہ دیتی ہیں۔ اس وقت صرف ہندوستان میں لکھو کھہا روپے دین عیسوی کی اشاعت میں صرف ہو رہے ہیں۔ جنٹیٹ مشن عیسائیوں میں ایک ایسا فرقہ ہے جسکو صاحب حکومت نہیں کہہ سکتے لیکن پھر بھی جب میں نے اس فرقہ کی سالانہ رپورٹ کو کلکتہ سے منگوا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک سال میں ۵۰ ہزار پونڈ چندہ جمع ہوا تھا۔ ایک پونڈ موجودہ نرخ کی روسے اٹھارہ روپوں سے زیادہ ہوتا ہے اس حساب سے سارھے تیرہ لاکھ کی آمدنی صرف ایک فرقہ کے مشن کو حاصل ہے اب بخوبی اس بات کو لوگ خیال کر سکتے ہیں کہ اسقدر کثیر آمدنی سے کامیابی کی کیا کیا صورتیں نکل سکتی ہیں۔ پادریوں کو مشاہرہ ملتا ہے۔ ان کا یہ فرض منصبی ہے کہ جسطرح ہو عیسائیوں کی تعداد کو بڑھائیں اسی پر ان کے مشاہرہ کی ترقی اور اسی پر ان کی کامیابی گنی جاتی ہے۔ اب بیچارے پادری لوگ پیٹ کی آمدنی کیلئے کیا کچھ نہ تھے پاؤں نہیں مارتے ہیں۔ مذہب ایسا شخص کہ ہندوستان میں کیا ہندو کیا مسلمان سب ہی اسیر ہوشعار ہے ہیں پھر پہلے تو کسی طرح پھیلے۔ جب سیدھی ترکیب سے کامیابی نہ ہوئی تو طرح طرح کی ترکیبوں کو استعمال کرنا شروع کیا۔ الحاکم عیسائیوں نے قریب تکی قابل شرم ذریعوں کو استعمال کرنے لگے کامیابی چاہتی ہے۔ جو کمبخت ہندو یا مسلمان انکے جال میں پھنسا ہے تو اسیطرح پھنسا ہے کہ جنگلی اور نہایت رذیل قوموں میں انکو کامیابی ہوئی ہے قحط سالی کے زمانہ میں روٹی کا ٹکڑا دیکر سیکڑوں ہزاروں کو اپنے دام تزویر میں لائے ہیں۔ جابجا یتیم خانے قائم ہیں لاوارث بچوں کو یتیم خانوں میں داخل کر کے عیسے پرست قوم کی تعداد بڑھانے میں ۱۹۰۰ء کی رپورٹ میں عیسائیوں نے لکھا تھا کہ جب عیسائیوں نے ہندوستان میں قدم رکھا ہے تب سے ایک لاکھ تیرہ ہزار یتیم بچے عیسائی یتیم خانوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ اکبر! کتنے ہی ان میں سے مسلمانوں کے بھی لاوارث بچے ہوں گے۔ بقول پادری میکر صاحب کے اسوقت ان لوگوں کی تعداد جو غیر مذہب سے نکل کر دین عیسوی میں خاص اس ہندوستان میں داخل ہوئے ہیں ۵ لاکھ ہے اور ہر سال ایک لاکھ اور بڑھ جاتے ہیں۔ دین اسلام کے خلاف میں اس قوم نے ساٹھ کروڑ کتابیں شائع کی ہیں بڑے بڑے شریف خاندان کے لوگ ان گمراہ کرنے والی کتابوں کو پڑھکر ان پادریوں کی سحر آمیز باتوں کو سنکر ایک مذہب کو کھو بیٹھے ہیں یہانتک کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلا کر عیسائیت کا جامہ پہنکر دشمن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بن گئے ہیں۔ سیکڑوں مشن سکول جاری کئے ہیں۔ جہاں شاہرہ کم ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو کچھ علم انگریزی کا حاصل کرنیکیلئے پڑھتے ہیں انہیں روزمرہ تعلیم بائبل بھی پڑھنی پڑتی ہے۔ اگر صرف بائبل ہی پڑھنی ہوتی تو کیا عذر تھا نہیں اس گھنٹہ میں پادریصاحب نہ صرف بائبل ہی پڑھاتے ہیں بلکہ اسلام کی ہجو بھی کرتے ہیں۔ ناواقف اور سادہ دل مسلمان کے بچوں کے دلوں میں اسلام سے نفرت پیدا کرتے ہیں ان ہی مشن اسکولوں اور مشن کالجوں کے سیکڑوں بلکہ ہزاروں تعلیم یافتہ بچے دین اسلام سے منحرف ہو گئے ہیں۔ جب عیسائیوں نے دیکھا کہ مسلمان مردوں میں پوری کامیابی نہیں ہوتی ہے تو مسلمان عورتوں میں دین عیسوی کی ترقی کیلئے سوسائٹی قائم کی۔ ولائت سے ہزارہا میم پادری آتی ہیں جنکو سلائی کا کام سکھلانے کے بہانے مسلمانوں کے گھر جاتی ہیں اور موقع پاکر بے سمجھ اور بے علم عورتوں کو دین عیسوی سکھلاتی ہیں چنانچہ اچھے اچھے شریف خاندان کی عورتوں نے ان ہی زنانہ مشن کی میم پادریوں کو فریب سے بے دھڑک دین عیسوی کو قبول کر کے اپنے سارے خاندان کی ناک کٹا ڈالی۔ ان پادریوں نے شفا خانے قائم کئے ہیں جہاں اکثر غرباء کا مفت علاج ہوتا ہے۔ غرباء میں اکثر مسلمان ہی ہوتے ہیں جمع ہوتے ہیں اور ان کو دوا بھی مفت دیجاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی دین عیسائی کے سچے ہونے کا وعظ بھی سنا دیا جاتا ہے۔ خدا کی پناہ اس قوم کو فریب دہی کے کتنے ڈھنگ یاد ہیں۔ میلوں جاؤ بازار جاؤ ریلوے اسٹیشن جاؤ غرض جدہر جاؤ وہاں دیکھو گے کوئی عیسائی خوبصورت کتابیں نہایت ہی کم قیمت پر فروخت کر رہا ہے کوئی کوئی ان کتابوں کو خرید ہی لیتا ہے۔ ان کتابوں میں اسلام کی ہجو ہے ہمارے عقائد پر مضحکہ ہے۔ ہمارے سردار اور پیشوا رسول اکرم صلعم کے نام پر ایسے ناملائم اور ناگفتہ بہ الفاظ ہیں کہ انہیں پڑھکر کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ اے مسلمانوں تیرہ سو برس کے عرصہ میں کسی زمانے اور کسی ملک کا پتہ نہیں تھا کہ اس ملک اور اس زمانہ میں چھ کروڑ مسلمان زندہ تھے اور ہر شہر اور ہر گلی اور ہر کھلی میدان میں عیسائی کھڑے ہو کر جناب پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گندی گالیاں دیتے تھے اور مسلمان جانتے بھی تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے خلاف میں ایسی بیہودہ بیان ہو رہی ہیں اور صرف سلطنت عیسوی کے رعب کی وجہ سے چپ رہ جاتے تھے اگر کوئی زمانہ اور ملک یاد ہو تو ضرور بتاؤ میں دعوے کر کے کہتا ہوں کہ ہرگز نہ بتا سکو گے۔ پس سوچو جس ذلیل حالت کو اب ہم پہونچ گئے ہیں کیا اس سے بڑھکر کوئی ذلیل حالت ہوئی ہو گی ہے۔ پنجاب میں ایک بہت بڑے پادری نے اپنے لکچر میں کہا کہ پچاس برس کے بعد ہم سارے پنجاب کے مسلمانوں کو عیسائی بنا چھوڑیں گے اور اگر عیسائی نہ بنا سکیں تو اتنا ضرور کر دیں گے کہ وہ مسلمان نہ رہیں گے ہم انکے عقیدوں میں ایسا فتور ڈالیں گے کہ کسیطرح انہیں لفظ مسلمان صادق نہ آئیگا اللہ تعالیٰ کی پناہ! حال میں ولیم نامی پادری نے ایک ایسی کتاب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف شان چھاپی ہے مسلمانوں سے ضبط نہ ہو سکا۔ لاٹ صاحب کے پاس دوڑے لیکن کیا ہوا صرف پادریصاحب کی چھل اور نہایت ہی ذلیل معذرت کر دی ہے سارا قصہ گاؤ خورد ہو گیا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر او لیے اوسنے اور ذلیل سے ذلیل چار تک کو عیسائی کی ہتک عزت کیجاتی تو گورنمنٹ ہتک عزت کرنے والے کو معقول سزا دیتی۔ لیکن سب مسلمانوں کے پیشوا اور سردار جنکو جان و مال و عزت و آبرو سے بڑھکر پیار کرنا ہر مسلمان کا ایمان ہے ان کے خلاف شان جسطرح کے ناملائم الفاظ گندی گالیاں ایک ادنیٰ عیسائی چھاپ کر نہیں چھاپ کر اسکول میں بچوں کو پڑھا دے بھی تو کوئی منصف تعصب نہ ہو۔ مذہبی آزادی ہے۔ سب کچھ جائز ہے۔ بہت بڑی پریشانی تو یہ ہے کہ عیسائی ہمارے سردار صلعم کو برا کہیں کیونکہ ان کا موجودہ گندہ مذہب ان کو ایسی گندی باتوں کی تعلیم کرتا ہے لیکن ہم کیا کریں کیا ہم کسیطرح بھی جواب ترکی بہ ترکی دیسکتے ہیں۔ کیا ہم جناب حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف شان کچھ زبان سے کہہ سکتے ہیں۔ ہمارے پاک مذہب نے تو ہمکو ہندوؤں کے خیال اور وہمی دیوتاؤں کو بھی بُرے لفظوں میں یاد کرنے سے روک دیا ہے دیکھو اللہ اپنے پاک کلام میں کیا ارشاد فرماتا ہے۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوًا بغیر علم (سورہ انعام سیپارہ ۸ رکوع ۱۹) یعنی انہیں جو خدا کو چھوڑکر پکارا کرتے ہیں برا مت کہو پھر وہ ضد اور نادانی سے اللہ کو برا کہیں گے۔ ان گالیوں اور کمینہ پن کی اظہار کو دیکھکر اور سنکر جو صدمہ ہمارے دلوں پر ہوتا ہے اسکو مسلمانوں کے ایک سچے خیر خواہ نے ان درد آمیز الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اسقدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اسقدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی گئی دکھا ہے۔

کیا اس رنج و تکلیف سے رہائی کا کوئی ذریعہ ہے ہاں ہے اس کتاب کو آخر تک پڑھ جائیے سب باتیں معلوم ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ آئینہ حق کیطرح کھل جائیگا کہ ان سب ہموم سے رہائی کی بھی اللہ نے راہ بتائی ہے (باقی دارد)